REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. RN. 61/57

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم — وعلی عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-3.

جلد ۳۶ — شمارہ ۴۶

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر: خورشید احمد انور
نائب: قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ: سالانہ ۴۵ روپے — ششماہی ۲۳ روپے — ممالک غیر بذریعہ ہوائی ڈاک ۱۶۰ روپے — فی پرچہ ایک روپیہ

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۲۰ ربیع الاول — ۱۲ نبوت ۱۳۶۶ ہش — ۱۲ نومبر ۱۹۸۷ء

2628 - Major Zaheeruddin Khan sb
C. Commond Hospital
- 12
CHANDIGARH - 160012

حکومت پاکستان اور علماء سوء کی کلمہ طیبہ کے خلاف ناپاک کاروائیاں

اور

جماعت احمدیہ کے مردوں، عورتوں اور بچوں کی طرف سے احترام کلمہ طیبہ کیلئے والہانہ قربانیاں

جب سے ڈکٹیٹر پاکستان ضیاء الحق نے اسلامی تعلیمات سے کھلی کھلی بغاوت کرتے ہوئے ایک ظالمانہ آرڈیننس کے ذریعہ جماعت احمدیہ پاکستان کے حقوق چھین لئے ہیں اس وقت سے جماعت پر انتہائی ظالمانہ مظالم کا سلسلہ جاری ہے۔ احمدیوں کو شہید کیا گیا ہے۔ عمر قید اور پھانسی کی سزائیں کلمہ طیبہ کی حفاظت کے سلسلہ میں سنائی گئی ہیں۔ مساجد گرائی گئی ہیں۔ احمدیوں کو گرفتار کرکے پریشان کیا جارہا ہے۔ حد یہ ہے کہ مسلمان کہلاتے ہوئے حکومت کے کارندے اور علماء سوء احمدیہ مساجد سے کلمہ طیبہ مٹا رہے ہیں اور کھلے بندوں کلمہ طیبہ کی توہین کر رہے ہیں۔ حال ہی میں کچھ تازہ مستند اطلاعات موصول ہوئی ہیں جو بغرض دعا و مناسب کارروائی درج ذیل ہیں۔

قائمقام ایڈیٹر

ملکوال ضلع گجرات

ملکوال ضلع گجرات سے آمدہ اطلاع کے مطابق ایک ۸۰ سالہ بوڑھے اور کمزور احمدی کیپٹن بشیر محمد صاحب کو ایک مولوی اور اس کے ساتھیوں نے بہت زدوکوب کیا ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ مولوی ایک دوکاندار ہے جس سے بشیر محمد صاحب کچھ خریدنے گئے تھے۔ وہ مولوی انہیں جانتا تھا اس نے ان کے ساتھ احمدیت کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے جماعت کے خلاف نہایت دل آزار باتیں کیں۔ بشیر محمد صاحب نے اس کا جواب دیا اور ایک حدیث بیان کی تو یہ مولوی اور اس کے ساتھی ان پر پل پڑے اور چاروں طرف سے مکرم کو شدید مارا۔ تمام چوٹیں منہ پر آئیں لیکن خدا تعالیٰ کے فضل سے آنکھ اور ہڈیاں محفوظ رہیں۔ پولیس کا ایک حوالدار اور دو سپاہی قریب ہی کھڑے دیکھ رہے تھے۔ مگر کسی نے چھڑایا نہیں۔ اس حالت میں بھی انہوں نے اس خواہش کا اظہار کیا ہے کہ جتنی چوٹیں میرے منہ پر آئی ہیں خدا کرے اتنے احمدیوں کی ایک جماعت ملکوال میں کھڑی ہو جائے۔"

کھرڑیانوالہ ضلع فیصل آباد

کھرڑیانوالہ ضلع فیصل آباد سے آمدہ اطلاع کے مطابق پولیس کا ایک اے۔ ایس آئی دو سپاہیوں کے ساتھ ایک احمدی حکیم محمد امین صاحب خالد اور ان کے بھتیجے مکرم تنویر احمد صاحب کو ان کے دواخانہ سے تھانے لے گیا کہ انسپکٹر پولیس نے بلایا ہے۔ وہاں جاتے ہی ان کو حوالات میں بند کر دیا گیا اور پوچھنے کے باوجود ان کو ان کا جرم نہیں بتلایا گیا۔ اگلے دن ان کو معلوم ہوا کہ مولوی نے ان کے خلاف پرچہ دے دیا ہے کہ ان کے دواخانہ پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا ہے۔ وہاں جاکر ان کو معلوم ہوا کہ وہاں جیل میں آٹھ اور احمدی مسجد پر کلمہ طیبہ لکھنے کے جرم میں اسی دن گرفتار ہوئے ہیں۔ ۸ دن جیل میں رہنے کے بعد اب ضمانت پر رہا ہوئے ہیں۔ اب ان پر مقدمہ چل رہا ہے۔

اطلاع از گڑاپ کراچی

گڑاپ کراچی کی اطلاع کے مطابق (باقی صـ پر)

اخبار احمدیہ

قادیان ۱۰ نبوت (نومبر) سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے بارہ میں ملنے والی اطلاعات کے مطابق حضور پرنور ان دنوں مختلف مقامات پر مراکز اور مساجد کے قیام کے سلسلہ میں کینیڈا اور امریکہ کے دورہ پر ہیں۔ احباب جماعت التزام کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے ہمارے جان و دل سے پیارے آقا کا ہر آن حامی و ناصر ہو۔ اور مقاصد عالیہ میں حضور پرنور کو عظیم الشان کامیابی عطا فرمائے۔ آمین۔

۰ ۔ مقامی طور پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان مع محترمہ سیدہ بیگم صاحبہ اور جملہ درویشان کرام و احباب جماعت بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

۰ ۔ افسوس کہ مکرم مولانا محمد ... صاحب بٹالوی وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ مفصل رپورٹ اگلے شمارہ میں ملاحظہ فرماویں۔

جلسہ سالانہ قادیان

مورخہ ۱۸، ۱۹، ۲۰ ماہ فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کو منعقد ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس سال جلسہ سالانہ قادیان ۱۸، ۱۹، ۲۰ ماہ فتح (دسمبر) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء کی تاریخوں میں منعقد کئے جانے کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب دعا کریں کہ جماعت کے لئے جلسہ سالانہ ۱۹۸۷ء ہر لحاظ سے اپنی شان میں پہلے سے بڑھ چڑھ کر ہو۔ اللہ تعالیٰ اسے ہر لحاظ سے جماعت کے لئے مبارک کرے اور اپنے افضال و انوار و برکات نازل فرمائے۔ احباب اس عظیم روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے ابھی سے عزم کرتے ہوئے تیاری شروع فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ احباب جماعت کو پہلے سے بڑھ کر زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۷ء میں شمولیت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

منیر احمد حافظ آبادی ایم اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بورڈ بدر قادیان

لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

ہفت روزہ بدر قادیان

مورخہ ۱۲ نبوت ۱۳۶۶ ہش

ماہنامہ "مسیحی دنیا" دہلی

کے اعتراض کا جواب

"مسیحی دنیا" کے شمارہ جولائی ۱۹۸۶ء میں راقم الحروف کا ایک مضمون شائع ہوا تھا جس میں مذاہب عالم کی وہ پُرعظمت پیشگوئیاں جو بانیٔ اسلام سیدنا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات والا صفات میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہوگئی ہیں، پیش کی گئی تھیں۔ اس میں انجیل کی انگورستان کی تمثیل والی پیشگوئی بھی شامل تھی۔ اصل پیشگوئی کے پورا ہونے کے متعلق تو "مسیحی دنیا" کے ایڈیٹر صاحب کو اعتراض کرنے کی جرأت نہیں ہوئی البتہ ایک اور ہی اعتراض موصوف نے اس طرح پیش کر دیا ہے:۔

"صاحب مضمون مولوی عبدالحق صاحب فضل قادیان فرماتے ہیں کہ تاکستان سے مراد دنیا ہے باغبانوں سے مراد بنی نوع انسان ہیں اور خدا کے بیٹے سے مراد خود مسیح ہیں .... اسی طرح کیا مولوی صاحب نے جو مدرسہ احمدیہ کے نائب ہیڈ ماسٹر بھی ہیں مسیح کو خدا وند کا بیٹا تسلیم نہیں کر لیا؟ ...... اگر ہم غلطی پر ہیں تو اصلاح فرمائی جائے!" (مسیحی دنیا فروری ۱۹۸۷ء)

الجواب:۔ ہمیں اس سے انکار نہیں ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام کو انجیل میں خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ ہمیں انکار اس بات سے ہے کہ عیسائی بھائیوں نے ان کو خدا کی خدائی میں شریک و دخیل تسلیم کر کے خدا کا حقیقی بیٹا قرار دے دیا ہے۔ اور توحید کے تین ٹکڑے کر کے اس کا نام تثلیث رکھ لیا ہے۔ حالانکہ تثلیث کا لفظ نہ حضرت مسیح نے استعمال کیا اور نہ ہی اس سے پہلے بائبل میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ عیسائیوں کی اپنی اختراع ہے۔

بائبل میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو خدا کا پلوٹھا بیٹا کہا گیا ہے اسی طرح حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ اور بہت سے دوسرے لوگوں کو بھی خدا کا بیٹا کہا گیا ہے۔ لیکن ہمارے عیسائی بھائی وہاں حقیقی معنے نہیں لیتے بلکہ بطور استعارہ مجازی معنے کرتے ہیں لہذا ہمارے عیسائی معاصرین کی اپنی مندرجہ بالا تسلیم سے ثابت ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی حقیقی بیٹے نہیں ہیں۔ بلکہ غیر حقیقی بیٹا ہیں ؎

وہ الزام ہم کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں پر اظہار محبت کے طور پر ایسے الفاظ استعارۃً استعمال فرماتا ہے۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیتا ہے "ید اللّٰہ فوق ایدیھم" اور جنگ "بدر" کے موقعہ پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو کنکروں کی مٹھی پھینکی تھی اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے رسول اللہ وہ تو نے نہیں بلکہ خدا نے پھینکی تھی۔ لیکن کوئی مسلمان ان استعارات کی وجہ سے حضور پرنور کو خدا قرار نہیں دیتا۔ کیونکہ اسلام نے توحید خالص کو دنیا میں پیش کیا ہے لہذا ایسے معنے کرنا جس سے خدا تعالیٰ کی توحید متاثر ہو بالبداہت باطل ہوتے ہیں۔

نئے عہد نامہ اور پرانے عہد نامہ بائبل میں بھی توحید ہی پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ لہذا عیسائیوں کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ خدا کے بیٹے کے الفاظ کے ایسے معنے کریں جس سے توحید الٰہی تین حصوں میں برابری کے درجہ سے تقسیم ہو جائے اور توحید الٰہی کی حد بندی کو توڑ دے۔ بات یہ ہے کہ ہر زبان میں مجاز اور استعارہ استعمال ہوتا ہے۔ جب ایک جنگلی درندہ کو "شیر" کہیں گے تو حقیقی معنوں میں کہیں گے اور اگر کسی انسان کو "شیر" کہیں گے تو لازمی طور پر مجازی معنے کرنا پڑیں گے۔ اسی طرح اگر کسی انسان کو خدا کا بیٹا کہیں گے تو لازمی طور پر اس کے مجازی معنے کرنا پڑیں گے کیونکہ خدا کا حقیقی بیٹا ہوتا ہی نہیں ہے اور پھر ایسا کرنے سے توحید الٰہی متاثر ہوتی ہے۔ لہذا توحید پرست ایسے معنے کر ہی نہیں سکتے۔

بائبل میں آیا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود (قابل پرستش) ہستی ہے مگر عیسائیوں نے حضرت مسیح اور حضرت مریم کے بت بنا کر ان کی عبادت کی اور تثلیث کا ایک خوفناک نتیجہ ہمارے سامنے آیا کہ جس کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی کہ روس جیسی عظیم قوم جو عیسائی تھی وہ پوری کی پوری قوم عیسائیت سے نکل گئی۔ اور اس عظیم قوم نے ایسی ٹھوکر کھائی کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا ہی انکار کر دیا۔ بلکہ ان دونوں قوموں نے ایسا ہلاکت آفرین اسلحہ تیار کر لیا ہے کہ اگر استعمال ہو گیا تو کوئی جاندار مخلوق زمین پر زندہ نہ رہے۔ ایک انتہا یہ ہے جو ایک کمزور انسان کو خدا کا حقیقی بیٹا قرار دیتی ہے جو انگریزی عیسائیاں عیسائیت پر تعلق ہوتے ہیں اور دوسری انتہا وہ ہے جو خدا کی ہستی کا ہی انکار کر رہی ہے۔ اور یہ دونوں قومیں عیسائیت کی ہی پیداوار ہیں۔

معترض کا ایک جملہ ہمیں بہت پسند آیا ہے کہ "اگر ہم غلطی پر ہیں تو اصلاح فرمائی جائے" اس کا مفصل جواب اوپر دے دیا گیا ہے۔ لیکن ایک اور جواب یہ ہے کہ انگورستان کی تمثیل کے سلسلہ میں معترض نے اعتراض کیا ہے حالانکہ تمثیل کے تعبیری معنے ہوتے ہیں نہ کہ حقیقی۔ اور جب کہ خود معترض بھی اس تمثیل کے تعبیری اور مرادی معنے لیتے ہیں تو اس میں خدا کے بیٹا کے الفاظ کے کیوں حقیقی معنے لیتے ہیں۔ اس کے بھی بطور استعارہ تعبیری اور مرادی معنے لیں، معاملہ صاف ہے۔

عیسائیوں کے نامور پادری جناب پادری برکت اللہ صاحب ساری عمر تثلیث کی رہنمائی اور تبلیغ کرتے رہے آخری وقت وہ بھی تثلیث کی حقیقت کو سمجھ گئے اور وفات سے قبل فرمایا:۔

"بعض بے علم مسیحی بلکہ مبلغین بھی خدا کی نسبت ایسے الفاظ استعمال کرتے ہیں جس سے شرک کی بو آ سکتی ہے جن سے بعض معترضین کو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ انجیل کا عقیدہ یہ ہے کہ خدا باپ ایک خدا ہے ابن وحید دوسرا خدا ہے۔ اور روح القدس تیسرا خدا ہے۔ اور تینوں مل کر ایک خدا ہے۔ مثلاً بعض مسیحی "کفارہ" کا یہ نظریہ پیش کرتے ہیں کہ خدا باپ دنیا کے گناہوں کے باعث قہر و غضب میں آ گیا۔ اور باپ کو منانے اور راضی کرنے کے لئے خدا کا بیٹا قربان ہو کر مصلوب ہوا .... ایسے الفاظ سے شرک کی بو آ سکتی ہے۔ اور [illegible] کا شعر بے اختیار یاد آ جاتا ہے کہ

مجھ تک [illegible] کی لاحول ولا مجھ تک کی لاحول ولا

اس قسم کے تمام نظریے مشرکانہ نظریے ہیں۔ بعض مغربی مصنف کے شاعروں نے بھی اسی قسم کے تصورات کو قبول عام کر دیا ہے .... مذہب کی قادر انکاری میں کسی کو شک نہیں۔ لیکن جو تصویر وہ اس نظم میں پیش کرتا ہے وہ خدائے واحد کی تصویر نہیں ہے۔ بلکہ تین خداؤں کی تصویر ہے اور انجیلی نقطۂ نگاہ سے مردود ہے۔"

(کلام شمارہ اپریل مئی جون ۱۹۷۳ء صفحہ ۱۲۴ تا ۱۲۵)

آؤ عیسائیو! ادھر آؤ نور حق دیکھو راہ حق پاؤ

عبدالحق فضل قائمقام ایڈیٹر

ولادت

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے عزیزم فضل احمد صاحب ابن مکرم بشیر احمد خان صاحب بمبئی کو مورخہ ۲۰ کو دوسری بچی عطا فرمائی۔ بچی کے نیک صالحہ اور والدین کے لئے قرۃ العین ہونے کے لئے درخواست دعا ہے۔

خاکسار: شریف احمد امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

خطبہ جمعہ

دعوت الی اللہ کا پروگرام کوئی معمولی پروگرام نہیں ہے ہم اگلی صدی کے کنارے پر بیٹھے ہیں

ساری دنیا کو اسلام میں لانا کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے

اس کے سوا کوئی حل ہی نہیں ہے کہ ہر شخص تبلیغ کرے اور مؤثر تبلیغ کرے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲۸ ظہور (اگست) ۱۳۶۶ ہش / ۱۹۸۷ء بمقام اوسلو (OSLO) ناروے

محترم عبدالحمید غازی صاحب ۱۶ گریسن ہال روڈ لندن کا مرتب کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بسکرس کلیتہً اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کر رہا ہے۔

(قائمقام ایڈیٹر)

تشہد تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور اقدس نے فرمایا:-

یورپ کے ان چند ممالک کے مختصر دورے میں میں نے خصوصیت سے اس بات پر نظر رکھی کہ جماعت کو جو بار ہا دعوت الی اللہ کی نصیحت کی جاتی رہی ہے اس کا کس حد تک عملاً اثر ظاہر ہوا ہے۔ ہالینڈ میں بھی میں نے اس کا جائزہ لیا جرمنی میں بھی، ڈنمارک اور سویڈن میں بھی اور اب ناروے آکر بھی، ملاقاتوں کے دوران بھی اور اس کے علاوہ جماعت سے گفت و شنید کے دوران میں نے یہ اندازہ لگایا کہ ابھی جماعت کی بھاری اکثریت ایسی ہے جو عملاً دعوت الی اللہ کے کام میں مشغول نہیں ہوئی۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ ابھی تک ۹۵٪ جماعت اس کام سے غافل پڑی ہے عملاً اس کام میں سنجیدگی سے حصہ نہیں لے رہی تو اس کو میں مبالغہ نہیں ہوگا۔ بعض ممالک میں ممکن ہے یہ نسبت اور بھی زیادہ خراب ہو اور جن ممالک نے توجہ شروع کی ہوئی ہے ان میں بھی بمشکل پانچ دس فیصد احمدی ایسا ہے جو فی الحقیقت دعوت الی اللہ کا حق ادا کر رہا ہے۔

اس سلسلہ میں کچھ تو میں براہ راست جماعت سے باتیں کرنی چاہتا ہوں اور کچھ امراء اور مربیان اور صدران جماعت اور دیگر عہدیداران کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

جب بھی ایک بات کی ہدایت کی جائے اور تکرار سے کی جائے

تو اسے بھلا دینا جائز نہیں ہے۔ اس خیال سے کہ اب یہ بات پرانی ہو گئی اور اب ہماری جواب طلبی نہیں ہوگی یہ درست بات نہیں ہے۔ جواب طلبی کا اسلامی نظام عام دنیاوی جواب طلبی کے نظام سے مختلف ہے۔ دنیاوی جواب طلبی کے نظام میں تو بعض دفعہ کاغذ داخل دفتر ہو جاتے ہیں اور افسروں کو بات بھول جاتی ہے اور انسان نافرمانی کے باوجود پکڑ سے بچ جاتا ہے لیکن اسلام میں جو جواب طلبی کا نظام ہے اس کی رُو سے تو ہر انسان پر فرشتوں کے پہرے بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ صبح بھی اور شام بھی خدا تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق کے مطابق انسان کے حالات کا جائزہ درج کرتے رہتے ہیں اور کوئی چیز بھی ان سے مخفی اور ان کی نظر سے اوجھل نہیں اور کوئی ایسی بات بھی نہیں جس کی ان کو یاددہانی کی ضرورت پڑے۔ چنانچہ جواب طلبی اللہ تعالیٰ نے بندے کو کرنے کے لئے ہے اس کا مسودہ بھی ساتھ ساتھ حالات کے مطابق تیار ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور عملاً ہم جو آپ کا جواب پیش کرتے ہیں وہ بھی تیار ہوتا چلا جاتا ہے۔ پس کہنے والا دنیا میں بھول چکا ہو، سننے والا بھول چکا ہو مگر اللہ تعالیٰ کا آسمانی جواب طلبی کا نظام ہے یہ تو کسی چیز کو نہیں بھولتا۔ اور چونکہ جماعت احمدیہ کا تعلق دنیاوی حکومت سے نہیں بلکہ آسمانی حکومت سے ہے اس لئے یہاں جزا سزا کا نظام بھی آسمانی ہے۔ اگر تو دنیا میں کوئی سزا دینی ہوتی پھر تو جواب طلبی کرنے والے بھول جائیں تو کوئی فرق پڑتا اور کئی لوگ سزا سے بچ جاتے اگر خدا تعالیٰ نے جزا سزا کا فیصلہ کرنا ہے تو پھر دنیا والے جواب طلبی کریں یا نہ کریں، بھول جائیں تب بھی، نہ بھولیں تب بھی عملاً کوئی بھی فرق نہیں پڑتا۔ اس لئے ان امور کو جن کا دین سے تعلق ہو نسبتاً زیادہ سنجیدگی سے دیکھنا چاہیئے۔ اور زیادہ کوشش اور جدوجہد اور ذمہ داری کے ساتھ ان کی ادائیگی کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔

یہ دعوت الی اللہ کا پروگرام کوئی معمولی پروگرام نہیں ہے۔ ہم اگلی صدی کے کنارے پر بیٹھے ہیں۔ اور ساری دنیا کو اسلام میں لانے کا تہیہ کر کے ایک سو سال سے جو کوشش کر رہے ہیں ابھی تک، ایک سو سال میں، کسی ایک ملک میں بھی واضح اکثریت تو درکنار نصف تک بھی نہیں پہنچ سکے۔ ابھی کسی ملک میں بھی، دسواں حصہ بھی ابھی کامیابی حاصل نہیں ہو سکی۔ تو ساری دنیا کو اسلام میں لانا کوئی معمولی ذمہ داری نہیں ہے جو ہمارے کندھوں پر خدا تعالیٰ نے ڈالی ہے۔ اس کے لئے سنجیدگی سے تیاری کرنی ہے۔ اور اس کے سوا کوئی حل ہی نہیں ہے کہ ہم میں سے ہر شخص تبلیغ کرے اور مؤثر تبلیغ کرے۔ اور جب تک اس کی تبلیغ کو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ پھل نہ لگنے لگ جائیں،

"بندوں کی صحبت میں رہو تا کہ خدا کا جلوہ تم کو نظر آوے"

(الحکم ۲۴ جولائی ۱۹۰۲ء)

پیشکش:- گلوب ربر مینوفیکچرس ۷ رابندرا سرانی کلکتہ ۷۰۰۰۷۳

فون:- 27.0441

گرام:- "GLOBEXPORT"

اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے

تو جہاں تک عہدیداران کا تعلق ہے ان کو بھولنا نہیں چاہیئے ان کی میں خواہ جواب طلبی کروں یا نہ کروں، اگر وہ اس بات کو بھول جائیں گے تو جماعت بھی بھول جائیگی۔ عہدیداروں پر بہت بھاری ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خوب یاد رکھیں اور بار بار پلٹ پلٹ کر جماعت کے حالات کو دیکھتے رہیں کہ کس حد تک یہ کام آگے جاری ہے۔

عموماً یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ عہدیداران چند آدمیوں کے نیک کاموں کو اپنی رپورٹ میں سمیٹتے ہیں اور جس طرح آسٹریلیا کے ABORIGINES (وہاں کے اصلی اور مقامی باشندے کہلاتے ہیں) تھے کہ خود محنت کرکے کوئی چیز اگانے کی بجائے جو قدرت پھل دیتی۔ یہ اس کو سمیٹنے والے لوگ تھے۔ چنانچہ دنیا میں دو قسم کے لوگ رزق حاصل کرنے والے ہیں۔ ایک وہ جو اگاتے ہیں محنت کرتے اور پھل کھاتے ہیں، جیسے ہم، آج کل کی متمدن دنیا یہی کر رہی ہے۔ فصلیں کاشت کرتی ہے۔ پھلوں والے درخت لگاتی ہے اور پھر جتنی محنت کرتی ہے اتنا پھل کھاتی ہے۔ لیکن کچھ قومیں جیسا کہ آسٹریلیا کے ABORIGINES (مقامی باشندے) تھے یا ہیں اور کچھ اور ممالک میں بھی ایسے ہیں جن کو گیدررز (GATHERERS) کہا جاتا ہے۔ وہ صرف سمیٹنے کا کام کرتے ہیں۔ اکثر منتظمین کام سمیٹ رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے جہاں دو چار دس داعی الی اللہ دیدیئے۔ اُن کی رپورٹوں کو سمیٹ کر ان کی؛

رپورٹ بڑی مزین اور بڑی خوبصورت ہو جاتی ہے

اور ورکرز WORKERS کو یہ تاثر دیتے ہیں کہ گویا ساری جماعت بڑا اچھا کام کر رہی ہے اور دیکھیں کہ کتنا اچھا پھل لگ گیا۔ حالانکہ بعض اوقات جو داعی الی اللہ ہیں ان کو بنانے میں اُن کا کوئی دخل نہیں ہوتا، اُن کو سجانے میں ان کا کوئی دخل نہیں ہوتا۔ اُن کو پہلے سے زیادہ بہتر کرنے میں ان کا کوئی دخل نہیں ہوتا لیکن بعض جگہ ہوتا ہے، بعض جگہ جماعت کا سارا نظام ان لوگوں کی حوصلہ افزائی کر رہا ہوتا ہے، سرپرستی کر رہا ہوتا ہے۔ ان کے ساتھ مل کر کام کر کے آگے بڑھا رہا ہوتا ہے۔ تو وہ صاف نظر آجاتا ہے۔

تو جہاں تک رپورٹیں سمیٹنے کا تعلق ہے، رپورٹیں تو کچھ نہ کچھ سج جاتی ہیں۔ لیکن سمیٹنے والے کی ذمہ داری ادا نہیں ہو جاتی۔ اُن کا کام یہ ہے کہ خود اپنی زمینیں بنائے، نئی کاشت کی کھیتیاں پیدا کرے، نئے درخت لگائے اور پھر خدا تعالیٰ کے سامنے صاف دل کے ساتھ پیش ہو کہ اے خدا اس سال میری محنت کا یہ پھل ہے۔ میں نے کوشش کی، اور تو نے اپنے فضل کے ساتھ مجھے توفیق عطا فرمائی کہ میں نے تیری راہ میں نئے کھیت اگائے ہیں۔

نئے باغ لگائے ہیں

تو دعوت الی اللہ کے باغ اور کھیت لگانے کا کام یہ عہدیداران کا کام ہے اور یہ محض نصیحت سے نہیں ہوتا، محض یاد دہانی سے بھی نہیں ہوتا بلکہ ساتھ لگ کر کام سکھانے سے ہوتا ہے۔ بعض عادتیں راسخ کرنے سے ہوتا ہے۔ بعض لوگوں کو پکڑ کر اپنے ساتھ لگانا اور پھر ان کے ساتھ پیار کا تعلق قائم کرکے اُن کے دلوں میں کام کی محبت پیدا کرنا۔ یہ ایک فن ہے۔ اور اس فن کے متعلق قرآن کریم نے ہمیشہ کے لئے نہایت ہی عمدہ اصولی روشنی ڈالی جس سے استفادہ کرنا چاہیئے۔

خدا تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کے سپرد قوموں کو زندہ کرنے کا کام کیا تھا، وہ قوموں کے اور بڑے عظیم الشان مقام کے نبی تھے اور خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تیرے ذریعے قوموں کو نئی زندگی عطا کروں گا۔ بڑے عاجز مزاج تھے۔ حیران ہو گئے کہ اتنا مشکل کام میں کیسے کر سکوں گا۔ عرض کیا: رب ارنی کیف تحیی الموتی۔ زندگی تو تو نے ہی بخشی ہے۔ میں جانتا ہوں میرے ذریعے ہو یا جو بھی تیرا منشا ہے لیکن تو بخشنے والا ہے۔ میں جاننا چاہتا ہوں کہ تو ان قوموں کو زندہ کردے گا مگر کیسے کرے گا۔ مجھے بتا تو سہی۔

میرے دل کو تسلی دے

تو خدا تعالیٰ نے وہ راز ان کو سمجھایا کہ زندہ میں کروں گا لیکن تیرے ذریعے کروں گا۔ فرمایا، چار پرندے لے۔ ان کو اپنے سے مانوس کرلے۔ اپنے لئے ان کے دل میں محبت پیدا کر اور ان کے لئے اپنے دل میں محبت پیدا کر۔ جب وہ مانوس ہو جائیں تو ان کو چار مختلف پہاڑوں پر چھوڑ دے۔ پھر ان کو آواز دے۔ دیکھ کس سرعت کے ساتھ وہ تیری آواز کے اوپر اڑتے ہوئے چلے آتے ہیں۔ یہ ہی زندگی بخشنے کا جو نظام ہے خدا تعالیٰ نے خود حضرت ابراہیم علیہ السلام کو سمجھایا ہمیشہ کے لئے ہمارے لئے نمونے کے طور پر پیش فرمایا۔ پس

ہر مربی، ہر مبلغ، ہر امیر اور ہر صدر اور ہر متعلقہ عہدیدار

کو خواہ وہ سیکرٹری اصلاح و ارشاد ہو یا جس حیثیت سے بھی اس کا کام میں کا تعلق ہو۔ اس کو چاہیئے کہ جماعت کے بعض افراد کو پکڑے اور پھر حسن البیان کے ذریعے ان کو اپنے ساتھ وابستہ کرے۔ اپنے ساتھ ایک پیار کا تعلق قائم کرکے، ان کی تربیت کرے۔ تھوڑے تھوڑے کام ان کے سپرد کرے۔ پھر ان کو دنیا میں پھیلا دے اور ان کے ذریعے احیائے موتی کا کام لے اس طرح اپنی توفیق کے مطابق اس کی توجہ کا دائرہ بدلتا رہے گا۔ آج چار یا آٹھ یا دس نوجوان پکڑے۔ ان کی تربیت کی۔ اُن کو کام پر لگا دیا۔ پھر دوبارہ کل آٹھ یا دس یا بیس نوجوان، جتنی بھی توفیق خدا بڑھاتا چلا جائے، اس کے مطابق ان کو لیا، ان کی طرف توجہ کی، چند مہینے اُن کے ساتھ محنت کی، پیار اور محبت کے ساتھ ان کو طریقے سمجھائے اور جب وہ اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں گے پھر وہ اپنا کام خود سنبھال لیں گے۔ اس طرح ہر وقت پہلے سے

بڑھتی ہوئی تعداد پیش نظر رہنی چاہیئے

اور ذہن پر مسلسل یہ بات حاوی رہنی چاہیئے کہ میری جماعت میں دعوت الی اللہ کرنے والے پہلے سے بڑھے ہیں یا نہیں بڑھے۔ کیا میں پہلوں پر ہی راضی ہوں یا میں جان کر عمداً کوشش کر رہا ہوں کہ پہلے سے تعداد بڑھتی چلی جائے۔

پھر اس کے علاوہ یہ بھی دیکھنا ہے کہ جن لوگوں کو تبلیغ کی جاتی ہے ان کے کتنے طبقات ہیں۔ اور کیا ہم ہر طبقے کی طرف متوجہ ہیں کہ نہیں؟ کہیں ایسا تو نہیں کہ بعض اچھی اچھی زمینیں ہیں وہ ہمارے ملک میں موجود ہیں۔ ہم ان کی طرف توجہ ہی نہیں کر رہے۔ اتفاق سے جہاں ایک طرف رُخ ہو گیا بس اسی طرف چل رہے ہیں۔ حالانکہ خدا تعالیٰ نے مختلف ممالک میں مختلف قسم کے لوگ کچھ پیدا کئے ہیں، کچھ باہر سے بھیجے ہیں۔ اور

ہر طبقے کے اپنے اپنے حالات ہیں۔

ہر طبقہ مزاج کے لحاظ سے یکساں ہوتی نہیں۔ ہر طبقہ اپنی نفسیاتی کیفیت کے لحاظ سے یکساں طور پر ایک نئی دعوت کو قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ مختلف طریق درکار ہیں۔ مختلف قسم کے اسلوب چاہیئیں تبلیغ میں۔ چنانچہ آپ جب بھی کسی نئے طبقے کی طرف توجہ کریں گے دوبارہ از سر نو مبلغ کو، یا امیر کو جو بھی کوئی عہدیدار ہے، اُس طبقے کو ملحوظ رکھ کر نئی محنت کرنی پڑے گی۔ جائزہ لینا پڑے گا کہ جن لوگوں نے دعوت الی اللہ پر مقرر کیا ہے وہ اس طبقے کو مخاطب ہو سکنے کے لئے تیار ہیں کہ نہیں۔ اس کے لئے جائزہ لینا پڑے گا کہ لٹریچر موجود ہے کہ نہیں۔ کیسٹس CASSETTES موجود ہیں کہ نہیں۔ دیگر معلومات جو گفتگو کے دوران چاہیئیں وہ ان لوگوں کو معلوم ہیں کہ نہیں جس قوم

جس طبقۂ انسانیت کی طرف توجہ ہے ان کے حالات کے متعلق یہ لوگ آگاہ ہیں کہ نہیں۔ یہاں ناروے NORWAY میں زمیندار ہیں ان کے حالات اور ہیں شہری لوگوں کے حالات اور ہیں۔ ان کی مذہبی کیفیت اور ہے اور شہری لوگوں کی مذہبی کیفیت اور ہے۔ پھر یہاں باہر سے آکر بسنے والے ہیں۔ ان میں عرب ہیں۔ افریقن ہیں، ویت نامی ہیں۔ آج کل ویت نام کا ایک بہت بڑا طبقہ شمالی علاقوں کی طرف رخ کر رہا ہے۔ اسی طرح بعض دیگر ممالک کے مختلف مہاجرین ہیں مثلاً سیلون (SRI LANKA) وغیرہ کے، ان لوگوں کی طرف توجہ کرنا۔ پھر قیدی ہیں۔ کئی جرموں کے نتیجے میں قید ہیں اور کئی بغیر جرموں کے قید ہو جاتے ہیں۔ کئی جرم کر کے قید ہوتے ہیں لیکن قید کے دوران ان کے اندر

اصلاح کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے

اس وقت ان کے پاس وقت ہوتا ہے اور وہ اس وقت نیک باتوں کو سننے اور ان پر عمل کرنے کا خاص مزاج رکھتے ہیں۔ پھر بیمار لوگ ہیں ہسپتالوں میں۔ غریب لوگ ہیں جن کو رشتہ داروں کی کمی کی وجہ سے یا بوڑھا ہونے کی وجہ سے کوئی پوچھنے والا نہیں۔ کئی مسافر حادثات ACCIDENTS کا شکار ہو جاتے ہیں۔ ہر طرف ایسے طبقے پھیلے پڑے ہیں جن کو نئی زندگی دینے کا کام آپ کے سپرد ہے اور ہر طبقے کو ملحوظ رکھ کر اس کام کو آگے بڑھانا ہوگا۔

جب اپنے طبقے سامنے آجائیں اور ایک مربی اس بات کو پیش نظر رکھے کہ ہاں ان سب کو مخاطب کرنا میرا کام ہے تو لازماً اس کے اندر PANIC اور خوف و ہراس پیدا ہوگا کہ میرے پاس گنتی کے چار تو آدمی ہیں جو تبلیغ کر رہے ہیں۔ چار یا پانچ ہی تو ہیں جو مجھے اپنی رپورٹیں بھیجتے رہتے ہیں۔ ان کو میں سب جگہ میں کیسے استعمال کر سکتا ہوں۔ اس لئے اگر وہ اپنی زمینوں کی فکر کرے گا تو اسے لازماً اور مزدور حاصل کرنے کی کوشش کرنی ہوگی۔ جس طرح زمین کا کام بڑھتا ہے تو زمیندار کی مزدوروں کی تلاش بڑھ جاتی ہے۔ اس طرح اسے بھی راہ مولیٰ کے مزدور تلاش کرنے پڑیں گے۔ کیونکہ

خدا کی زمینیں بڑھ رہی ہیں

پس ایک کام کی طرف سے عدم توجہ، دوسرے کام کی طرف سے عدم توجہ پر منتج ہو جاتی ہے۔ ایک کام کی طرف کما حقہ توجہ کرے تو دوسری طرف توجہ خود بخود بیدار ہوتی ہے۔ اسی طرح کام ایک دوسرے کو سہارا دے کر آگے بڑھتے ہیں۔ اس لئے سب سے اہم ذمہ داری کسی ملک کے امیر کی ہے، مربی کی ہے، اور من حیث المجموع اس ملک کی مجلس عاملہ کی ہے۔ اور متعلقہ عہدیداران کی ہے۔ اسی طرح خدام ہیں انصار ہیں۔ اگر سارے اپنی ذمہ داریوں کو پیش نظر رکھ کر، حکمت کے ساتھ مسلسل آگے بڑھیں گے اور جو نصیحت کی جاتی ہے اس کو معمولی سمجھ کر نظر انداز نہیں کریں گے۔ تو دیکھتے دیکھتے جماعتوں کی کایا پلٹ جائیگی۔

بعض دفعہ سننے میں خلیفۂ وقت نے کہہ دیا کہ ہاں ٹھیک ہے، تھوڑی دیر کے بعد یہ بھی بھول جائے گا۔ ہم بھی بھول جائیں گے۔ میں تو انشاء اللہ نہیں بھولوں گا۔ مجھے تو خدا یاد کرا دیتا ہے۔ آپ بھولیں گے تو جرم کریں گے۔ میری تو دن رات کی یہ تمنا ہے، دن رات کی دل میں ایک آگ لگی ہوئی ہے۔ میں کیسے بھول سکتا ہوں! اس لئے اللہ تعالیٰ مجھے یاد کراتا رہے گا اور میں یاد رکھوں گا۔ اور آپ کو بھی یاد کراتا رہوں گا۔ لیکن اگر آپ نے غفلت کی وجہ سے اس بات کو بھلایا، تو یاد رکھیں کہ

آپ خدا کے سامنے جوابدہ ہوں گے۔

نہ بھولیں نہ بھولنے دیں۔ آج جماعت کی سب سے بڑی [illegible]

اہم ذمہ داری خدا کا پیغام دوسروں تک پہنچانا ہے۔ اور اسی میں ہم پیچھے ہی پیچھے رہ گئے ہیں۔ ضائع کرنے کا کوئی بھی وقت نہ رہ گیا ہے۔ ہر شخص کو تربیت دیں پیار اور محبت سے سمجھا کر آگے بڑھائیں اور ایک دفعہ اس میدان کا سوار بن جائے گا۔ پھر آپ کو دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں رہے گی۔ یہ کام ہی ایسا ہے۔ دنیا والے جس طرح نشہ کرتے ہیں تو نشہ ان کو سنبھال لیتا ہے۔ اسی طرح تبلیغ کا کام ایسا ہر نشے سے بڑھ کر طاقت رکھتا ہے اور تبلیغ کرنے والے کو سنبھال لیتا ہے۔ داعی الی اللہ بیمار، داعی الی اللہ ہی بنا رہتا ہے۔ اسکو پھر کسی اور کام میں دلچسپی ہی نہیں رہتی بعض داعی الی اللہ تو اپنے گھر کے حالات بھول جاتے ہیں۔ اپنے خاندانوں کو بھول جاتے ہیں۔ دن رات ایک کام کی لگن ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں احمدیت جو تیزی سے پھیلی ہے تو وجہ تھی، ایسے ایسے صحابہ تھے جن کو اپنے تن بدن وغیرہ کی کوئی ہوش ہی نہیں رہتی تھی۔ دعوت الی اللہ میں مصروف ہوتے تھے تو ہر دوسری چیز بھول جایا کرتے تھے۔ چنانچہ عبدالعزیز صاحب مغل لاہور والے، حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی تھے، ان کے واقعات آتے ہیں کہ بعض دفعہ صبح گھر سے سبزی لینے گئے اور رات کو بارہ بجے واپس آئے۔ پتہ لگا کہ جب سبزی خریدنی شروع کی، تو وہیں تبلیغ شروع کر دی۔ دکاندار کو کچھ اور لوگ آ اکٹھے ہو گئے۔ ایک مجمع سا لگ گیا۔ پھر نہ کھانے کی ہوش رہی اور نہ گھر کا خیال آیا گھر والے انتظار کر رہے ہیں کہ وہ سبزی لے کر آئیں تو کچھ پکے اور یہ تھک کر

رات کے بارہ بجے واپس گھر آ رہے ہیں

اور پھر بڑے مزے اور بڑے مہر کے ساتھ گھر والوں کو تبلیغ کے واقعات اور باتیں سناتے۔ ان کو تبلیغ کا بڑا موقع ملا۔ خدا کے فضل سے کئی احمدی ہیں، کئی احمدی خاندان ہیں جو ان کے مرہون منت ہیں اور ہمیشہ رہیں گے۔ قیامت تک ان میں جو نسلیں پیدا ہوں گی وہ ان کا خیال کر کے، ان کا نام لے کے ان کو سلام بھیجیں یا نہ بھیجیں، خدا کے فرشتے ان کی طرف سے ان کو سلام بھیجتے رہیں گے۔

پس ایسے ایسے عظیم لوگ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ آج اکثر انہی کی نسلیں ہیں جن کو آج ہم احمدیت کی شکل میں دیکھ رہے ہیں۔ کچھ نئے آنے والے بھی ہیں۔ لیکن تربیت تو بہر حال انہی کی ہے۔ ان یادوں کو زندہ کرنا ہوگا۔ ان رسموں کو زندہ کرنا ہوگا۔ وہ رواج دوبارہ اپنی زندگی کے رواج بنانے ہوں گے وہ زندہ رہنے کا مشن ہے جسے ہم کو اختیار کرنا ہوگا۔ پھر ہم زندہ قوم بن سکتے ہیں۔

اسی لئے جو باتیں دوسرے ملکوں میں درست ہیں وہ ناروے پر بدرجۂ اولیٰ درست ہیں۔ آپ جماعت سے باہر کوئی الگ جماعت نہیں ہیں۔ آپ کو دعوت الی اللہ کے پروگرام کو اسی طرح ہر جہت میں بڑھانا پڑے گا۔ تعلیم اور تربیت کا کام جیسا کہ میں بیان کیا ہے۔ علمی پہلو سے بڑھ کر محبت اور پیار کے تعلق کے قیام کے ذریعہ ہوتا ہے۔ جس طرح مرغی پھول کر اپنے چوزوں کو نیچے لیتی ہے وہی اس کی تربیت ہے۔ جماعت کو بھی پیار دینے والوں کو اپنے پروں کے نیچے لینے کی عادت ڈالنی پڑے گی۔ اور پھر ان کو نیچے لیکر، پروں میں سمیٹنے کی صرف نہیں، طاقت دے کر پھر آگے چھوڑنے کی، پھر اڑنے کی مشق کرانے کی، پھر آزاد زندگی گزارنے کی۔ یہ ہے تربیت جو دعوت الی اللہ کی تیاری کے لئے ضروری ہے۔ جس کا راز ہمیں " [illegible] نے بتا دیا کہ اے ابراہیم علیہ السلام میں تیرے ذریعے

مردہ قوموں کو زندہ کر دوں گا۔

زندہ میں ہی کرتا ہوں لیکن تجھے وہ کرنا ہوگا جو میں تجھے بتاتا ہوں محبت

اور پیار سے پرندوں کو پکڑ اور اپنے ساتھ لگا لے۔ اپنی محبت ان کے دلوں میں پیدا کیا اور پھر ان کی تربیت کیا اور پھر دیکھ کس طرح وہ تیری آواز کے تابع، وہ سارے کرشمے کر کے دکھائیں گے جو تو ان سے توقع رکھے گا۔

اس سلسلہ میں جہاں تک علمی پروگرام کا تعلق ہے ہم اس کے مکمل ہونے کا انتظار نہیں کر سکتے۔ ایک مربی کو جامعہ احمدیہ میں تربیت دینے کے لئے سات سال لگ جاتے ہیں اور جب وہ فارغ التحصیل ہو جاتا ہے تو وہ کچا ہوتا ہے۔ مختلف میدانوں میں جب اس سے مقابلہ کروایا جاتا ہے تو اس وقت محسوس ہوتا ہے کہ سات سال کی تعلیم کے باوجود بعض دفعہ بڑے نمایاں نمبر حاصل کرنے کے باوجود عملی میدان میں جب وہ پڑتا ہے تو کئی قسم کی دقتوں کا اسے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ وقت پر بات بھول جاتی ہے۔ گفتگو کا سلسلہ یاد نہیں رہتا۔ دلیل یاد بھی ہو تو اس وقت الٹی پلٹی دلیل شروع ہو جاتی ہے۔ جو طریقہ اور داؤ کے مطابق نہیں ہوتی۔ علم ہے مگر استعمال درست نہیں رہتا۔ کبھی نئے اعتراض آتے ہیں تو وہ حیران ہو جاتا ہے کہ میں نے اس کا جواب تو کتاب میں نہیں پڑھا تھا۔ تو عملاً جو تبلیغ ہے وہ علمی تبلیغ سے کچھ مختلف ہو جایا کرتی ہے۔ اور محض علمی تیاری ہی اگر کرائی جائے تو یہ سات سال کا تو دور ہے۔ جماعت کہاں اتنی توفیق رکھتی ہے۔ اور ہمیں کہاں اتنا صبر ہے کہ ہر شخص کو سات سات سال کا کورس کرائیں اور پھر توقع رکھیں کہ وہ تبلیغ کرے۔ لیکن عملاً تجربے میں اگر فوراً داخل ہو جائیں۔ اور اللہ تعالیٰ پر توکل رکھیں اور دعا کریں تو اتنے وسیع علم کی ضرورت نہیں ہے۔

خدا تعالیٰ خود مربی بن جاتا ہے

اور خود معلم ہو جاتا ہے۔ ایک داعی الی اللہ اگر خالصۃً لِلّٰہ، اللہ کی محبت میں کام شروع کرتا ہے، اسی پر توکل کر کے کام شروع کرتا ہے تو بسا اوقات خدا تعالیٰ اس کی ایسی حیرت انگیز راہنمائی فرماتا ہے کہ اسے پتہ ہی نہیں چلتا کہ کس طرح دلیل اس کے ذہن میں آئی اور کس طرح خدا تعالیٰ نے اس کو عظیم الشان غلبہ عطا کیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانے میں صحابہ کو بھی اللہ تعالیٰ بڑے بڑے علماء پر غلبہ عطا فرمایا کرتا تھا۔ اس لئے کہ وہ نیک، مخلص اور متقی لوگ تھے۔ اپنے علم پر توکل کرنے والے نہیں تھے بلکہ خدا تعالیٰ کے سہارے اور اس کے فضل پر توکل کرنے والے لوگ تھے۔ اور سارے علموں کا سرچشمہ خدا ہے۔ وہی بتا سکتا ہے کہ کیسے تم غالب آؤ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام جب فرعون سے گفتگو کر رہے تھے تو قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ بار بار آپ کی توجہ خدا کی طرف مبذول ہوتی تھی اور اللہ تعالیٰ ہی ان کو جوابات سکھلاتا چلا جا رہا تھا کہ یہ جواب دو۔ اس لئے وہی خدا ہمارا۔ وہ آپ کی بھی اسی طرح پرورش کرے گا، سرپرستی کرے گا [illegible]

علم کی کمی کو عذر نہ بنائیں

اور علم کی کمی کا بہانہ بنا کر میدان سے نہ بھاگیں جو کچھ آپ کے پاس ہے وہ خدا کے سپرد کر دیں پھر دیکھیں خدا اپنا حصہ کتنا ڈالتا ہے۔

یہ بات میں وسیع تجربے کے بعد کر رہا ہوں۔ جو احمدی بھی لاعلمی کے باوجود تبلیغ کے میدان میں کودتے ہیں، ہر قسم کے دشمن سے واسطے کے باوجود کبھی بھی خفت محسوس نہیں کرتے۔ خدا کبھی ان کو ذلیل نہیں ہونے دیتا۔ پھر آج کل کے زمانے میں تو بہت سے ایسے نئے ذرائع ایجاد ہو گئے ہیں جس سے تبلیغ کی اہلیت کی کمی، یا زبان نہ جاننے کا نقص بڑی آسانی سے دور ہو جاتا ہے کیسٹس CASSETTES ہیں۔ ان میں عربی کے سوال جواب کے پروگرام بھی ریکارڈ ہیں اور عربی کے لیکچرز بھی جو مختلف مسائل پر ہیں۔ ترکی TURKISH زبان میں کیسٹس ہیں اسی طرح افریقن، ایشیائی اور مغربی زبانیں، مثلاً انگریزی، فرانسیسی اور جرمن میں بھی ہمارے پاس کیسٹس موجود ہیں۔ ویڈیوز VIDEOS (فلمیں) بھی ہیں۔ آڈیوز (AUDIOS) بھی ہیں۔ لیکن مجھے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ اکثر مبلغین نے یا جو مقامی عہدیداران تھے، انہوں نے جماعت میں ان باتوں کی تشہیر نہیں کی ہوئی۔

بار بار یاد بھی کرایا

کہ ہمارے پاس یہ سب کچھ موجود ہے۔ نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ بعض دفعہ جب ایک احمدی کا مثلاً ایک ترک سے واسطہ پڑتا ہے یا کسی ویتنامی یا سپینش SPANIARD وغیرہ سے واسطہ پڑتا ہے تو مجھے خط لکھتا ہے کہ میں کیا کروں۔ میرے پاس کیسٹس یا لٹریچر نہیں ہے اب میرے ساتھ کئی آدمیوں کا وقت اس بات میں استعمال ہوتا ہے لیکن اس کے بغیر بھی اس کا کام چل سکتا تھا اور ہمارا وقت بچ سکتا تھا اگر مربی نے اسے پہلے سے بتایا ہوا ہوتا کہ یہ کیسٹس تو مرکز کافی مدت ہوئی بھیج چکا ہے۔ اور کیسٹس مرکز نے نہیں بھیجی تھیں تو مربی کا کام تھا کہ مجھے لکھتا اور بتاتا کہ مجھ سے اس مضمون پر کیسٹس کا مطالبہ کیا گیا۔ میں نے جائزہ لیا لیکن ہمارے پاس اس بارے میں کوئی کیسٹس نہیں ہیں حالانکہ مرکز میں یہ انتظام ہے اور سارے ملکوں کو ہدایت ہے کہ اپنی زبان میں وہ جو کیسٹس تیار کرتے ہیں وہ دوسرے ملکوں کو بھجوائیں تا کہ دنیا کے ہر ملک میں ہر زبان کی لائبریری قائم ہو جائے۔ لیکن ہو سکتا ہے کہ وہ اس لئے شکایت نہ کرتے ہوں کہ خود جو کیسٹس بناتے ہیں وہ آگے نہیں بھجواتے۔ اگر یہ احساس ہو کہ جو ہم نے کام تیار کیا ہے اس سے ساری دنیا استفادہ کرے تو پھر

دنیا سے بھی استفادہ کرنے کا حق پیدا ہو جاتا ہے

پھر اگر کوئی انہیں فائدہ نہ پہنچا رہا ہو تو خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہم تو کیسٹس بھجوا رہے ہیں لیکن باہر سے کوئی کیسٹس ہم کو نہیں ملتیں۔ لیکن معلوم ہوتا ہے اس طرف سے آنکھیں بند ہو جاتی ہیں۔ خواہ مخواہ کیوں اتنا بوجھ اٹھایا جائے کہ پھر اور مصیبت بنی رہے۔ پھر ہر طرف سے مطالبے ہوں گے۔ کیسٹس کو ڈپلی کیٹ DUPLICATE کروانا ہو گا اور پھر آگے تقسیم کرانا ہو گا۔

تو کسی ملک میں کوئی کمزوری نظر آ رہی ہے اور کسی ملک میں کوئی کمزوری نظر آ رہی ہے اور جماعت کو پوری طرح آگاہ نہیں رکھا جا رہا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو کیا کیا ہتھیار مہیا فرما دیئے ہیں۔ جہاں استفادہ ہوتا ہے اور جرمنی میں بہت حد تک ہوتا ہے وہاں بھی زیادہ سے زیادہ دس فیصدی

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا"
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)
پیشکش:- عبدالرحیم و عبدالرؤف، مالکان حمید ساری مارٹ، صالح پور۔ کٹک (اڑیسہ)

(۱۰٪) داعی الی اللہ بنے ہوں گے اس سے زیادہ نہیں۔ مگر جو کہتے ہیں وہ ایسے ایسے لوگ ہیں جن کو جرمن اور ترکی زبان تو کیا اردو بھی ٹھیک طرح سے نہیں آتی۔ ایک اردو کے خط میں دس پندرہ پنجابی کے الفاظ ملا کر لکھتے ہیں۔ اور حال یہ ہے کہ اللہ انہیں پھل عطا فرما رہا ہے۔

ان کی تبلیغ کو پھل لگ رہے ہیں

بعض ایسے آدمی جن کو کسی چیز کا بھی زیادہ علم نہیں۔ عربوں کو کامیابی کے ساتھ تبلیغ کر کے ان کو احمدی بنا چکے ہیں۔ بعض ترکوں کو احمدی بنا چکے ہیں۔ ابھی ہیمبرگ HAMBURG میں ایک دن کے قیام کے دوران، ایک احمدی دوست جنہیں ترکی زبان نہیں آتی، ایک ترکی دوست کو لے کر آئے ہوئے تھے جو اپنی مسجد کا عالم تھا اور بڑا با اثر انسان تھا اور پتہ یہی چلا کہ وہ ترکی زبان کی کوشش کے ذریعے کچھ اشاروں سے کچھ اپنی محبت کے اظہار کے ذریعے اس سے تعلق قائم کر چکے تھے وہ آئے اور انہوں نے ملاقات کے دوران بار بار یہ اظہار کیا کہ میں اب جماعت سے باہر نہیں رہوں گا۔ اور بیعت کر کے سلسلہ عالیہ میں داخل ہو جاؤں گا۔ اور اس کا چہرہ نہایت ہی محبت سے دمک رہا تھا تو ایک عام آدمی، جس کو زبان بھی نہیں آتی اور جسے زیادہ دینی علم بھی نہیں ہے، اس کو خدا تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمادی اس لئے کہ

اس کا جذبہ خلوص سچا تھا

اس لئے کہ اس کے دل کی بے قراری تھی۔ اس لئے کہ وہ دعا کرتا تھا اور پھر ایک خوبی جو ہر داعی الی اللہ کی ہونی ضروری ہے، اس میں موجود تھی کہ زبان کا میٹھا تھا۔ علم سارا بے کار ہو جاتا ہے اگر انسان مشتعل مزاج ہو۔ اگر مغلوب الغضب ہو تو وہ دنیا کے کسی بھی کام کا نہیں رہتا۔ خصوصاً اس وقت جب غیر سے مقابلہ ہو۔ اس وقت تو بہت ہی زیادہ تسلی ہونا چاہئے۔ اپنے جذبات پر کنٹرول اور حوصلے سے اس کی دشمنی کی بات کو سننا اور پھر محبت اور پیار سے اس کو سمجھانا اور جواب دینا، یہ تبلیغ کا ایسا سلیقہ ہے جو اگر کسی کو آجائے تو بہت بڑے بڑے عالموں پر حاوی ہو سکتا ہے۔ تبلیغ میں دماغ سے زیادہ دل جیتے ہوتے ہیں۔ اس نکتے کو یاد رکھنا چاہئے۔ جب دل جیت لئے تو سمجھو کہ لڑائی کا کام وہیں ختم ہو گیا۔ پھر دماغ جیتنا کوئی مشکل نہیں ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے ایسا عظیم اور ایسا غالب کلام عطا کیا ہے کہ وہ عظیم کلام بڑے بڑوں پر غالب آجاتا ہے۔ صرف دشمنی کا جذبہ یا نفرت اس کے درمیان حائل ہوتی ہے۔ آپ اگر محبت اور پیار سے کسی کا دل جیت لیں تو جو باتیں اس کے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کے درمیان حائل تھیں وہ دیوار جو بیچ میں کھڑی تھی وہ ختم ہو جاتی ہے۔ پس اپنی زبان کو سلیقہ سکھائیں اور اپنے دل کو سلیقہ سکھائیں دل میں مٹھاس پیدا کریں اور زبان سے بات نکلے وہ دل کی مٹھاس ہو۔

اپنے اندر عجز اور انکسار پیدا کریں

تو پھر دیکھیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کی دعوت الی اللہ کو کتنی عظیم الشان برکت ملتی ہے۔ دیکھتے دیکھتے دل فتح ہونے شروع ہو جائیں گے۔ اور سب سے آخر پر مگر سب سے اہم یہ کہ دعا کی طرف میں آپ کو پھر متوجہ کرتا ہوں۔ تبلیغ کے دوران دعا کریں۔ گھر چاکر دعا کریں۔ اپنے بچوں کو کہیں کہ دعا کریں کہ آپ ان سعید روحوں کے ساتھ دعوت الی اللہ کی طرف توجہ کریں گے اور دل بیچ میں ڈال دیں گے اپنی معصوم اولاد کو بھی ساتھ شامل کریں گے اور ... کے ساتھ بھی وہ کہیں گے کہ خدا اپنے میری مدد کر، میرا دل چاہتا ہے مگر میں مجبور ہوں اور بے اختیار ہوں۔ میرا بس نہیں چل رہا پھر دیکھیں گے کہ خدا ان معصوم بچوں کی دعا آپ کے ساتھ شامل کرے گا۔ آپ کے الفاظ میں کتنی عظیم الشان طاقت پیدا ہو جائے گی۔ آپ قوموں کو فتح کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ لیکن قوموں کو محبت اور پیار سے قائل کر کے اور دعاؤں کے ذریعے آپ نے فتح کرنا ہے۔ یہ طریقے سیکھیں اور یہ طریقے اپنی اولاد کو سکھائیں۔ دیکھتے دیکھتے جماعت کی کایا پلٹ جائے گی۔ نئی زندگی پیدا ہوگی، نئی روحانیت آپ کو عطا ہوگی۔ پھر یہ شکایتیں نہیں ہوں گی کہ فلاں احمدی باہر سے آیا تھا اس نے فلاں گندگی شروع کردی، فلاں باتیں اختیار کر لیں اور جماعت کی بدنامی کا موجب بنا۔ ایسی جماعت جو چاروں طرف پھیل رہی ہو جہاں نئے نئے لوگ داخل ہو رہے ہوں وہاں تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایسا روحانی ماحول پیدا ہو جاتا ہے کہ تربیت کی ضرورت ہی کبھی نہیں پڑتی۔ تربیت خدا خود کرنے لگ جاتا ہے۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ

ان باتوں کو آپ پلے باندھیں گے

اور یہ نہیں ہوگا کہ میں اگلے سال آؤں تو پھر ویسی حالت میں دیکھوں۔ بدلتی ہوئی حالتوں میں زندہ قومیں چلا کرتی ہیں۔ ایک حال میں نہیں کھڑی رہا کرتیں۔ اس لئے آپ کو ہمیشہ ہر لحاظ سے آگے ترقی کرنی چاہئے اور میں جانتا ہوں کہ ایک سال میں ناممکن ہے سوائے اس کے کہ اللہ معجزہ دکھائے۔ ناممکن ہے کہ ہر ۹۰ آدمی جو داعی الی اللہ نہیں ہیں وہ داعی الی اللہ بن جائیں۔ لیکن یہ ضرور ممکن ہے کہ داعین الی اللہ کی تعداد دگنی ہو جائے۔ اگر دس تھے تو بیس ہو جائیں۔ اگر بیس تھے تو چالیس ہو جائیں۔ پس اپنی توفیق کے مطابق کام کریں۔ آپ کی توفیق سے بڑھ کر میں آپ پر بوجھ نہیں ڈالتا۔ خدا بھی نہیں بوجھ ڈالتا۔ لیکن اگر آپ اپنی توفیق کے مطابق کام کریں تو خدا نے آپ کو بڑے بڑے بوجھ اٹھانے کے قابل بنایا ہے۔ اگر خدا نے آپ کو بڑے بوجھ اٹھانے کے قابل نہ بنایا ہوتا تو ساری دنیا کا بوجھ ہرگز آپ کے کندھوں پر نہ ڈالتا۔ اپنی عظمت کو سمجھیں اپنی خوابیدہ قابلیتوں کو سمجھیں۔ آپ میں وہ طاقتیں موجود ہیں جنہوں نے دنیا کی تقدیر بدلنی ہے۔ یہ احساس خود اعتمادی پیدا کریں پھر جب آپ

دعا اور توکل

کے ذریعے کام کریں گے تو انشاء اللہ آپ دنیا میں عظیم الشان کام کر کے دکھائیں گے۔ اللہ ہی کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ:۔

آج دو مرحومین کی نماز جنازہ ہوگی۔ ایک تو ہمارے شہید دوست مکرم رشید احمد صاحب بٹ آف کنڈیارو کے بیٹے مبارک احمد ہیں ان کے والد رشید احمد بٹ کو ۱۹۷۴ء میں شہید کیا گیا تھا۔ ان کا وصال احمدیت کی وجہ سے نہیں بلکہ آج کل جو کراچی اور حیدرآباد میں فسادات ہو رہے ہیں، ان کے نتیجے میں ہوا ہے۔

ہمارے ملک کی یہ نہایت ہی بدبختی ہے کہ ایسا منحوس سایہ اوپر آیا ہوا ہے کہ ہر طرف ملک پھٹتا چلا جا رہا ہے۔ پہلے مذہبی نفاق شروع ہوا۔ مذہبی نکتہ نگاہ سے پھٹنے لگے۔ اب قومی نکتہ نگاہ سے ملک پھٹتا چلا جا رہا ہے۔ اور دن بدن حالات بد سے بدتر ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ چنانچہ تین دن پہلے کراچی میں فرقہ وارانہ فسادات، مذہبی نکتہ نگاہ سے نہیں بلکہ قومی نکتہ نگاہ سے ہوئے۔ اور مہاجر سندھی پنجابی پٹھان، یہ دو گروہ بن بنتے ہوئے لوگوں میں فساد ہوئے اس کا ردعمل حیدرآباد میں ظاہر ہوا۔ چنانچہ حیدرآباد میں جتنے پنجابی تھے ان کی دکانوں پر حملے ہوئے اور ان کو لوٹا گیا اور کام کرنے والوں کو قتل کیا گیا۔ یہ مبارک احمد ایک خرچیہ کی دکان پر ملازم تھے۔ ان کے مالک کو بھی اور ان کو بھی گولی مار کے شہید

کر دیا گیا۔ یہ بڑے دردناک واقعات ملک میں ہو رہے ہیں۔ احمدی غیر احمدی کا فرق نہیں۔ ہمارے ہم وطن ہمارے ہی بڑے دکھ اٹھا رہے ہیں اس لحاظ سے۔ اور ہر طرف نفرتیں پھیلا دی گئی ہیں ایسی نفرتیں جو آگے بڑھنے والی ہیں۔ ایک انتقام کی کارروائی دوسرے انتقام کو پیدا کر دیتی ہے۔ دوسرے انتقام کی کارروائی تیسرے انتقام کو پیدا کر دیتی ہے۔ وہ جہالت کا دور جس کی طرف ایک ڈکٹیٹر نے ملک کو واپس کیا تھا چودہ سو سال سے بھی پہلے، یعنی کلمہ لا الٰہ الا اللہ کی تضحیک اور تذلیل کا ظالمانہ دور وہی دور ان کو اس سے کئی پہلے لے گیا ہے۔ اب عرب زمانۂ جہالت کی طرح [illegible] سے قوموں کے لحاظ سے بٹے ہوئے ہیں اور اسی طرح ایک دوسرے کے خلاف انتقام کی کارروائیاں کر رہے ہیں جس طرح آپ تاریخ میں پڑھتے ہیں کہ اسلام سے پہلے کے جاہلی دور میں یہ باتیں ہوا کرتی تھیں۔ تو خدا کی تقدیر یہ بتا رہی ہے کہ اگر تم نے جہالت ہی کو اپنے لئے پسند کیا ہے تو جہالت کی تو اور بھی قسمیں ہیں اور نہ ختم ہونے والے جہالت کے ناسور ہیں قسم قسم کے۔ ایک سے دوسرا اور ایک تیسرے کی طرف اب یعنی ظالم لیڈر قوم کو لے کر آگے بڑھ رہے ہیں۔ تو جہاں تک احمدی شہید کی نماز جنازہ غائب ہوگی وہاں ساری قوم کے لئے بھی دعا کرنی چاہیئے۔ یہ حالات اچھے نہیں ہیں۔ بڑے ہی خطرناک ہیں اللہ رحم فرمائے ہمیں تو انتقام میں کوئی دلچسپی نہیں۔ ہمیں تو اس بات میں دلچسپی ہے کہ قوم نجات پائے اور امن حاصل ہو اور جس ملک کو اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا وہ اسلام کا گہوارہ بنے۔ اس لئے ہمیں ہرگز کسی فساد سے خوشی یا اطمینان کی کوئی ضرورت نہیں ہے نہ ہو سکتی ہے۔ کسی کو ہمیں تو ہر فساد سے تکلیف ہوتی ہے۔ اس لئے دعا کریں کہ اللہ اس ملک کو امن بھی نصیب کرے۔

دوسرا جنازہ غائب ہمارے عزیزی اظہر احمد صاحب ناصر کی پھوپھی صاحبہ کا ہے جو مرحومہ صلوٰۃ کی پابند [illegible] تھیں۔ یہ باتیں تو خدا کے فضل سے اکثر احمدیوں میں، پرانی نسلوں میں تو موجود ہی تھیں بہرحال وہ ایک نیک خاتون تھیں اور ان کی نماز جنازہ بھی جمعہ کی نماز کے معاً بعد ہوگی۔

روحانی خزائن

احباب جماعت ہائے بھارت کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کتب و رسائل، ملفوظات نیز حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی تحریر کردہ تفسیر کبیر ۲۴ جلد پر مشتمل سیٹ روحانی خزائن لندن سے طبع ہو کر آ چکا ہے مکمل سیٹ کی موجودہ قیمت ۲۰۰۰/- روپے ہے۔ اگر کسی دوست کو یہ سیٹ خریدنا ہو تو اس نادر موقعہ سے فائدہ اٹھائیں۔ دسمبر ۸۷ء تک سیٹ ختم ہو جائیں گے۔ جلدی کیجئے بعد میں ہاتھ ملتے نہ رہ جائیں۔

نوٹ:- خریدار بننے کے لئے دفتر نشر و اشاعت سے رابطہ قائم کریں اگر کسی دوست کو ڈاک کے ذریعہ سیٹ منگوانا ہو تو اصل قیمت کے علاوہ مبلغ ۴۰۰/- روپے ڈاک خرچ ادا کرنے ہوں گے۔ رقم مناسب ہیں "مد تبلیغی کتب وقف جدید روحانی خزائن" میں جمع کرائی جائے۔ یکمشت رقم ادا کرنے پر سیٹ روانہ کر دیا جائے گا۔ اگر قسط وار ادا کریں تو آخری قسط وصول ہونے پر سیٹ دے دیا جائے گا۔ قسط وار ادا کرنے کیلئے کم از کم ہر ماہ مبلغ ۴۰۰/- روپے مقرر ہے جو خریدار کی رقم جلد ادا ہوگی اس کو اولیت دی جائے گی۔ پرانے خریدار اپنے پرانے حساب سے جلد رقم جمع کر دیں۔ ورنہ ان سے پہلے نئے خریداران اگر یکمشت رقم ادا کریں گے تو ان کو اولیت دی جائیگی

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

بقیہ صفحہ اول

ڈاکٹر عبد الغنی صاحب ملک کراچی نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے گئے ہوئے تھے ان کی عدم موجودگی میں پولیس کے ہیڈ کانسٹیبل نے ان کے بیٹے کو جو [illegible] سے بیمار ہے پولیس چوکی میں طلب کیا اور حکم دیا کہ اپنے مکان پر سے کلمہ طیبہ اتار دو ورنہ تمہارے باپ کی طرح تمہیں بھی گرفتار کر لیں گے۔ اور مقدمہ چلائیں گے۔ ان کے بیٹے نے جواب دیا کہ ان کے والد پر پہلے ہی کلمہ طیبہ کے سلسلہ میں مقدمہ زیر سماعت ہے پہلے اس کا فیصلہ ہو لینے دیں اس کے بعد ہیڈ کانسٹیبل چند سپاہیوں اور مولویوں کے ساتھ ان کے گھر کلمہ طیبہ مٹانے کے لئے پہنچ گیا۔ ڈاکٹر صاحب کی بیگم صاحبہ جو کافی عرصہ سے بیمار ہیں باہر نکل کر کلمہ کی حفاظت کے لئے کھڑی ہو گئیں۔ اتنے میں مولوی اور ان کے حواریوں نے نعرے لگانے شروع کر دیئے کہ دروازہ کھولو ہم کلمہ مٹانے کے لئے آئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کی بیگم صاحبہ نے اندر سے للکار کر جواب دیا کہ وہ ان کو کلمہ طیبہ نہیں مٹانے دیں گی۔ ہیڈ کانسٹیبل جو ایک کٹر دیوبندی ہے اس نے بدزبانی شروع کر دی اور ایک سپاہی کو حکم دیا کہ دیوار پھاڑ کر دروازہ کھولو۔ دروازہ کھلنے پر اس نے ڈاکٹر صاحب کی بیگم صاحبہ کو بے حد فحش اور اخلاق سوز گالیاں دیں اور کہا کہ اگر زندگی سے بیزار ہو تو تمہیں [illegible] کھڑا کیا جائے اور ختم کر دیا جائے کے نیچے جا کر مرو اس طرح حرام موت کیوں مرتی ہو۔ انہوں نے جواباً کہا کہ کلمہ کی خاطر جان دینا حرام موت نہیں ہوگی بلکہ اپنے پیارے خدا اور اس کے محبوب رسولؐ کی عزت کی خاطر جان کی قربانی ہوگی۔ اس کے بعد پولیس نے سیڑھی لگا کر کلمہ طیبہ اتار لیا۔ اس دوران ڈاکٹر صاحب کی بیگم نے مزاحمت کی تو پولیس نے ان کے بیٹے کو شدید زدوکوب کیا۔ چند دن کے بعد پولیس نے ان کے بیٹے کو بھی گرفتار کرنے کی کوشش کی مگر وہ اس علاقہ سے چلے گئے۔ اب ان کی ضمانت ہو چکی ہے لیکن اس کے باوجود پولیس گھر آکر ان کو ہراساں کر رہی ہے اور بدتمیزی کر رہی ہے یاد رہے کہ ڈاکٹر عبد الغنی صاحب پر کلمہ طیبہ لکھنے کے جرم میں مقدمہ درج ہے اور عدالت میں زیر سماعت ہے۔

ربوہ:- میں ختم نبوت کانفرنس ۸-۹ اکتوبر کو ہوئی جس میں جماعت کے خلاف سخت گندہ دہنی اور اشتعال انگیزی کی گئی۔ صوبہ سرحد اور سندھ کے مولویوں نے پنجاب والوں کو الزام دیا کہ ہم نے اپنے علاقوں سے قادیانیت کو ختم کر دیا ہے اب پنجاب والے بھی قادیانیت کے خلاف جہاد کریں اس مقصد کے لئے مجاہدین کی بھرتی یکم نومبر سے شروع ہوگی۔ انہوں نے مزید کہا کہ مرزائی واجب القتل ہیں۔ سندھ میں کئی مرزائیوں کو ہمارے نوجوانوں نے قتل کر دیا ہے پنجاب کے جیالوں کو ان کا نمونہ پکڑنا چاہیئے جہاں اکا دکا مرزائی ہے اسے [illegible] دیئے۔ ختم نبوت کانفرنس کے جلسہ گاہ کے نزدیک ایک احمدی کے مکان پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا جس پر مولویوں نے چونا پھیر دیا ایک گھر کی دیوار کو گرا دیا کیونکہ اس پر کلمہ طیبہ لکھا ہوا تھا اسی طرح ایک احمدی کے قبرستان کے سامنے مظاہرہ کیا گیا اور اس سے کلمہ طیبہ کا سنگ کر اتار کر لے گئے۔ احباب جماعت کی خدمت میں خصوصی درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کے احمدیوں کی معجزانہ تائید و نصرت فرمائے اور مخالفین کو ظالمانہ اور غیر انسانی کارروائیوں سے باز رکھے اور ہدایت دے۔ آمین۔

تقریب رخصتانہ شادی

مورخہ ۱۵/۱۰/۸۷ کو عزیز سید فیروز الدین صاحب ابن مکرم سید بدر الدین صاحب مرحوم قادیان اور عزیزہ امۃ السلام بنت مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم کی شادی بخیر و خوبی انجام پائی۔ واضح رہے کہ نکاح کا اعلان اس سے قبل قادیان میں ہو چکا تھا۔ مورخہ ۱۶/۱۰/۸۷ کو محترمہ سیدہ نور النساء صاحبہ نے اپنے بیٹے کی دعوت ولیمہ کے لئے قریباً چار صد مرد و زن کو مدعو کیا۔ اس خوشی کے موقعہ پر موصوفہ نے بطور شکرانہ مبلغ ۱۰/- روپے اعانت بدر بھی ادا کئے ہیں۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے باعث برکت بنائے آمین (ادارہ)

قسط سوم

”قبر مسیح علیہ السلام“

تقریر مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب بشیر مبلغ سلسلہ بر موقعہ جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۸۶ء

کشمیر بہشت نظیر

مسلمان لوگ بھی اس کو بہشت نظیر اور باغ سلیمان کے نام سے پکارتے ہیں۔ ان کی بھی بہت سی زیارتیں اور آستان بزرگوں کے یہاں موجود ہیں۔ ان کا قول ہے کہ حضرت سلیمان بھی یہاں آئے تھے۔ بعض کا اعتقاد ہے کہ حضرت موسیٰ کا گذر بھی یہاں ہوا تھا“ (گلدستہ کشمیر ص ۱۲ مصنفہ پنڈت برگوپال کول)

بنی اسرائیل

تاریخ حشمت کشمیر مصنفہ عبدالقادر۔ مسودہ نمبر ۷۷ رائل ایشیاٹک سوسائٹی بنگال“ میں درج ہے

”اہل کشمیر بنی اسرائیل اند“۔

خواجہ حسن نظامی کی رائے

کشمیری مسلمانوں کے خصائل کا بہت اچھی طرح مطالعہ کیا اور پورا یقین ہو گیا کہ اس ملک میں ضرور بنی اسرائیل آئے تھے۔ اور یہ لوگ اسی نسل سے ہیں۔

(رسالہ درویش دہلی جلد ۷ نمبر ۶ ۱۵ ستمبر ۱۹۲۶ء)

دس گمشدہ قبائل

سر ولیم جونس، سر جون میلکولم اور چمبرلیں پوری تحقیقات کے بعد اسی نتیجے پر پہنچے کہ دس گمشدہ قبیلے افغانستان، ہندوستان، تبت، اور کشمیر میں پناہ گزیں ہوئے تھے۔

(Lost Tribes مصنفہ جارج مور مطبوعہ ۱۸۶۱ء)

تخت سلیمان بنی اسرائیلی یادگار

”یہاں موسیٰ عام طور پر نام رکھا جاتا تھا اور کچھ قدیم یادگاریں اب بھی موجود ہیں۔ جو یہ ظاہر کرتی ہیں کہ یہ لوگ اسرائیلی ہیں۔ ہیں شمال کے طور پر ایک شاندار تعمیر کے آثار جو ایک بلند پہاڑی پر ہیں اب بھی تخت سلیمان کہلاتی ہیں“

(ANCIENT MONUMENTS OF KASHMIR PAGE 75 BY RAMCHAND KAK)

ڈاکٹر برنیئر کی شہادت

پیر پنجال کی پہاڑیوں سے گذر کر جب میں اس ملک میں داخل ہوا تو سرحدی دیہات کے باشندوں کو دیکھ کر مجھے حیرت ہوئی جو یہودی جیسے دکھائی دے رہے تھے ان کی صورتیں اور انداز اور وہ ناقابل بیان خصوصیات ہیں جن سے ایک سیاح مختلف اقوام کے باشندوں کو شناخت اور تمیز کر سکتا ہے سب یہودیوں کی پرانی قوم جیسی معلوم ہوتی تھیں۔ آپ میرے بیان کو محض خیالی افسانہ نہ سمجھیں ان دیہاتوں کے یہودی نما ہونے کی نسبت ہمارے فادر جیسوئٹ اور دوسرے یورپینوں نے بھی میرے کشمیر آنے سے بہت پہلے ایسا ہی لکھا ہے“

(مشہور فرانسیسی سیاح ڈاکٹر برنیئر۔ برنیئر ٹریولز ان مغل امپائر ص ۴۳۰)

جارج فارسٹر کی عرضی

جب پہلے پہل کشمیریوں کو میں نے ان کے ملک کشمیر میں دیکھا تو ان کے لباس، ان کے چہرے کی بناوٹ جو لمبا اور سنجیدہ طور کا تھا اور ان کی داڑھی کی وضع سے میں نے خیال کیا کہ گویا میں یہودیوں کی قوم میں آ گیا ہوں

(جرنل آف اے جرنی فرام بنگال ٹو انگلینڈ جلد دوم ص ۲۰ مطبوعہ ۱۷۹۸ء)

سر فرانسس ینگ ہسبنڈ کی تائید

بعض بلا شک کہتے ہیں ...... کہ یہ کشمیری گمشدہ بنی اسرائیل کے قبائل ہیں۔ اور یقیناً جیسا کہ پہلے بھی میں نے کہا ہے کشمیر میں ہر قسم کے عجیب نمونے کے لوگ دیکھے جا سکتے ہیں بالخصوص بلند دیہات میں۔ یہاں اسرائیلی چرواہے اپنے ریوڑوں کو چراتے اور ہانکتے کسی بھی دن دیکھے جا سکتے ہیں“

سر فرانسس ینگ ہسبنڈ سابق ریذیڈنٹ کشمیر۔ کشمیر ص ۱۱۲

انسائیکلوپیڈیا آف امریکہ

ڈاکٹر ولفر نے تاتاریوں کو دس گمشدہ قبائل بنی اسرائیل قرار دیا ہے (دیکھو اس کی کتاب دی تاتار جیسے یہودی خود شائع کیا) ڈاکٹر فرانسس برنیئر جو ۱۲ برس تک مغل شہنشاہ اورنگزیب کے دربار میں ہندوستان میں رہا اس نے اپنے سفرنامہ میں لکھا ہے کہ وہ کشمیریوں کے بارے میں یقین رکھتا ہے کہ وہ بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کی اولاد ہیں اور اس کی رائے ان کی رسوم، عادات اور چہرہ کے خدوخال میں مماثلت کی بناء پر ہے۔

انسائیکلوپیڈیا آف امریکہ (راسٹ ٹیوئن پرائیس)

مشہور ماہر تعلیم ٹنڈل بسکو کا اعتراف

کشمیری گمشدہ بنی اسرائیل کے قبائل میں سے ہیں۔ بہت سے یہودیوں کی جیسی ناکیں رکھتے ہیں اسی طرح ان کے مال سے محبت اور ہمسایوں سے زیادہ مفاد حاصل کرنا بھی ہے خصوصاً ہیں“

سی۔ ای۔ ٹنڈل بسکو کشمیر ان سن شائن اینڈ شیڈ ص ۱۰۳

اسی طرح اور بہت سارے محققین نے بھی کشمیریوں کو بنی اسرائیل ہی قرار دیا ہے۔ کشمیریوں کو بنی اسرائیل قرار دینا اور حضرت مسیح کا یہاں آنا سب سے پہلے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب مسیح ہندوستان میں میں درج فرمایا۔ اس کے بعد جو بھی انکشافات ہوئے وہ محترم مفتی محمد صادق صاحب

مولوی قاضی محمد یوسف صاحب

〃 خواجہ نذیر احمد صاحب بیرسٹر

〃 مولانا جلال الدین صاحب شمس

〃 مولانا اسد اللہ صاحب کشمیری

کے علاوہ بہت سارے محققین مثلاً خواجہ غلام محی الدین صاحب جناب محی الدین صاحب نے بھی الگ الگ تحقیقات کی ہے۔

محترم خواجہ عبد العزیز صاحب ایڈیٹر روشنی سرینگر نے بھی ایک مفصل و مدلل تاریخی جائزہ ”مسیح کشمیر میں“ کے نام سے شائع کیا ہے جو سنتہی

منتخب۔ اور اب تو عیسائی محققین بھی اسی نتیجے پر پہنچے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب پر نہیں مرے بلکہ وہ کشمیر آ کر یہیں فوت ہو گئے ہیں اور خانیار سرینگر میں ان کا مقبرہ موجود ہے۔ جرمن مصنف فیبر قیصر اور دوسرے مصنفین نے بہت تحقیق کی ہے

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے کشمیر آنا کیوں کر ضروری تھا۔

جب یہ بات واضح ہو گئی کہ کشمیر میں بنی اسرائیل آئے ہیں۔ اور یہاں آباد ہوئے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے بھی لازم تھا کہ وہ یہاں آتے اور ان کو پیغام حق پہنچا کر فرض منصبی سے سبکدوش ہوتے کیونکہ وہ بنی اسرائیل کے لئے خدا تعالیٰ نے نبی بنا کر بھیجے تھے جیسا کہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں

وَرَسُولًا اِلٰی بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ (۵)

کہ حضرت مسیح بنی اسرائیل کے لئے رسول ہیں۔ چنانچہ انہوں نے خود بھی فرمایا تھا ”میری اور بھی بھیڑیں ہیں جو اس بھیڑ خانہ کی نہیں مجھے ان کو بھی لانا ضرور ہے وہ میری آواز کو سنیں گی۔ پھر ایک ہی گلہ اور ایک ہی گڈریا ہوگا“

(یوحنا باب ۱۰/۱۶)

اس جگہ بھیڑوں سے مراد بنی اسرائیل ہیں جو افغانستان اور کشمیر میں منتشر تھے۔ اور یہ قدرتی امر کہ آپ یہاں آتے کیونکہ فلسطین میں آپ کو چنداں کامیابی نہ ہوئی۔ صرف بارہ حواری ایمان لائے جن میں سے یہودا اسکریوطی نے چند سکوں کے بدلے آپ کو گرفتار کروایا

(پس اگر آپ ان علاقوں میں اپنی گمشدہ بھیڑوں کو تلاش کرنے سے قبل ہی آسمان پر (بقول عیسائی و مسلمان علماء) جا بیٹھتے تو آپ کا مقصد بعثت نا تمام رہتا جب کہ آپ کو خدائی حکم تھا

غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا اور چلتے چلتے یہ منادی کرنا کہ آسمان کی بادشاہت قریب آ گئی ہے“

متی باب ۱۰/ ۵-۷

لہذا آپ ان علاقوں میں آئے

تبلیغ کی اور ایک سو بیس سال کی عمر میں وفات پائی۔ چنانچہ ایک مسیحی مصنف لکھتے ہیں۔

"یہ ہو سکتا ہے کہ بنی اسرائیل کے دس گمشدہ قبائل کو تبلیغ کرتے مسیح سرینگر (کشمیر) کے دور دراز علاقے میں فوت ہو گیا ہو اور وہ اس ریشی دفن ہے جو اس کے نام سے مشہور ہے" اگر مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوا"

(بحوالہ دائرڈ جینز ڈائی ص۱۸)

حضرت مسیحؑ کو کشمیر کا کیوں کر علم تھا

یہ سوال لامحالہ ذہنوں میں ابھرتا ہے کہ آپؑ کو یہ کیسے معلوم ہوا کہ کشمیر میں بنی اسرائیل آباد ہیں نیز یہ کہ یہی جگہ آپ کے لیے محفوظ ہے اس سوال کا جواب کس طرح دیا جا سکتا ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام خدا تعالےٰ کے برگزیدہ اور چنیدہ پیغمبر تھے۔ وہ ہمیشہ اپنے پیغمبروں کی رہنمائی کرتا آیا ہے لہذا یہ سوال ہی کیونکر پیدا ہو۔؟ حدیث شریف میں بھی آتا ہے کہ آپ پر اللہ تعالیٰ نے وحی کی

اِنتَقِلْ مِنْ مَکَانٍ اِلٰی مَکَانٍ لِئَلَّا تُعْرَفَ فَتُؤْذٰی۔

(کنز العمال جلد ۲ صفحہ ۳۴)

یعنی اے عیسیٰ ایک جگہ سے دوسری جگہ [illegible] ہوتا چلا جا تاکہ تو پہچانا نہ جائے اور تجھے تکلیف نہ دی جائے

ایک اور حدیث میں لفظ "وادی" کا استعمال بھی ہوا ہے چنانچہ حضرت جابرؓ سے روایت ہے

"حضرت عیسیٰ علیہ السلام سیر کیا کرتے تھے۔ جب شام پڑ جاتی تو جنگل کا ساگ پات کھا لیتے اور چشموں کا صاف پانی پی لیتے اور مٹی کا تکیہ بنا لیتے۔ پھر فرمانے لگے کہ نہ میرا گھر ہے جس کے خراب ہونے کا اندیشہ ہو۔ اور نہ کوئی اولاد جن کے مرنے کا غم ہو کھانے کے لیے جنگل کا ساگ پات، پینے کے لئے چشموں کا صاف پانی اور سونے کے لیے زمین کا بستر ہے اور رات کے گم ہو جانے کا کوئی اندیشہ نہیں جب صبح ہوتی تو چل کھڑے ہوتے یہاں تک کہ سفر کرتے کرتے ایک

وادی میں پہنچے جہاں ایک اندھا دیکھا جو ہل جل نہیں سکتا تھا۔ جذام نے اس کے بدن کو پھاڑ دیا ہوا تھا اس کے اوپر آسمان تھا اور اس کے نیچے وادی اور اس کے دائیں بائیں برف اور سردی تھی مگر ان تکالیف میں بھی وہ اللہ کا شکر کیا کرتا تھا عیسیٰ ابن مریم نے اس سے پوچھا کہ ان حالات میں بھی تو خدا کا شکر ادا کرتا ہے تو کس بات پر؟

اس نے جواب دیا اے عیسیٰؑ! میں اس لئے شکر کرتا ہوں کہ میں اس زمانے میں نہیں ہوا۔ جب لوگ تجھے خدا کا بیٹا یا تین میں سے تیسرا بنائیں گے

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۷۱)

حدیث مذکور میں "وادی" کا لفظ آیا ہے اور یہ وادی کشمیر ہی ہے کیونکہ وادی کشمیر انتہائی زبان زد خلائق ہے۔ اس حدیث میں جس واقعہ کا ذکر ہوا ہے وہ یقیناً وادی میں رہنے والوں کی خراب حالت حضرت عیسیٰؑ کو کشفی حالت میں دکھائی گئی ہے کیونکہ جذامی نے امر غیب کی خبر دی ہے جو کشف پر دلالت کرتی ہے۔ برف اور سردی بھی کشمیر کے بارہ میں ہی غالب ہوتا ہے

پھر قرآن حکیم نے آپ کو "مسیح" کہا ہے اس میں بھی پیشگوئی اور راز ہے کہ آپ کثرت سے دنیا میں سیاحت کریں گے چنانچہ حدیث کنز العمال میں ہے کان عیسیٰ ابن مریم یسیح... یعنی عیسیٰ ابن مریم سیاحت کیا کرتے تھے اور اسی وجہ سے آپ کو امام السائحین کہا گیا ہے آپ نے بچپن سے ہی سیاحت شروع کی تھی۔ اور سفر کرتے کرتے آپ کشمیر میں پہنچ گئے تھے کشمیر کا نقشہ آپ کے ذہن میں ہو گا لہذا بعد واقعہ صلیب آپ کے لیے یہاں آنا مشکل نہ تھا بچپن میں یہاں تک پہنچ چکے تھے آنے پر بھی یہاں تک پہنچے چنانچہ روسی سیاح نکولس ناٹووچ لکھتے ہیں۔

(۱) "جب وہ تیرھویں سال کی عمر میں نوعمر عیسیٰ جو خدا کا منتخب کردہ تھا سندھ کے اس طرف آیا

اور آریوں کے ساتھ اس ملک میں آباد ہوا۔ جو خدا کا پسندیدہ ہے"

(۲) "بعد ازیں برہمنوں کو آپ کی تعلیمات ناگوار گذریں جن میں آپ شودروں کی حمایت کرتے تھے اس لیے انہوں نے آپ کے قتل کے منصوبے کئے مگر آپ نیپال چلے گئے وہاں سے تبت اور پھر فلسطین گئے"

واضح رہے کہ روسی سیاح ناٹووچ ۱۸۸۷ء میں لداخ میں بودھوں کی خانقاہ ہمس میں ٹھہرے جہاں آپ نے قدیم بدھ لٹریچر کا مطالعہ کرنے کے بعد وہ کتاب "دی ان نون لائف آف کرائسٹ" (مسیح کی نامعلوم زندگی) نیویارک سے شائع کرائی آپ کے بیان سے واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت مسیحؑ دوبارہ کشمیر آئے ہیں ایک آدمی کہتے ہیں ایک کاروان کے ساتھ اور بعد واقعہ صلیب جبکہ آپ کی والدہ حضرت مریم بھی آپ کے ساتھ تھیں۔

NINETEENTH. CENTURY OCTOBER ۱۸۹۴ PAGE ۵۱۵

روسی سیاح کی کتاب جب چھپ کر آگئی تو عیسائی دنیا میں زبردست ناراضگی پیدا ہو گئی تھا جب کے دوسرے ایڈیشن میں مصنف نے عیسائیوں کو چیلنج دیا کہ وہ اپنا وفد کشمیر بھیجیں جو ان بیانات کی تصدیق کر سکے جو میری کتاب میں ہیں چنانچہ ایک خاتون ہیڈرٹا میرک لداخ پہنچی اور اس نے تحقیقات کی اس کے بعد اپنی رائے یوں دی

"کشمیر میں ہمیں مسیح کی کہانی ملتی ہے جو کہ یہاں یسوع کے نام سے مشہور تھا اس علاقہ میں مسیح کو خوش آمدید کہا گئی اور یہاں اس نے لوگوں کو تعلیم دی"

(ان دی ورلڈ آف بدھ ... صفحہ ۲۱)

دوسرے سفر میں حضرت مسیح کی والدہ مریم بھی ساتھ تھیں۔ کہا جاتا ہے کہ جب آپ راولپنڈی سے کشمیر آ رہے تھے تو مری پہاڑ پر حضرت مریم وفات پا گئیں۔ آپ نے ان کی تجہیز و تکفین وہیں کی اور دفن کر دیا قبر اب بھی موجود ہے

جو مری تا غربا ہے اور مائی مری کے استھان کے نام سے مشہور ہے آپ ہی کی وجہ سے سارے علاقہ کو مری کہا جاتا ہے۔

کشمیر میں آمد کے بارہ میں تاریخی شواہد

واقعہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ بعد صلیب نصیبین سے ایران پہنچے۔ ایرانی لٹریچر میں آپ کا ذکر یوز آصف کے نام سے ملتا ہے یوز آصف دراصل "یسوع مسیح" کا ہی نام ہے اگر آپ ایسا نہ کرتے تو یہودی اور رومی حکومت کے کارندے جو آپ کا تعاقب کر رہے تھے وہ آپ کو پکڑ کر تکلیف پہنچاتے لہذا ضروری تھا کہ آپ بدل کر نام مشہور کرتے آپ نے اپنے شاگردوں کو خود بتایا تھا۔

"میں یہ نہیں بتا سکتا کہ اب کہاں جاؤں گا کیونکہ میں اس امر کو مخفی رکھنا ضروری سمجھتا ہوں اور میں سفر میں تنہا کروں گا۔"

مکتوبات برنیم شائع کردہ امریکن بک ایجنسی شکاگو صفحہ ۱۹۰

"چشم دید حالات"

یوز آصف کے معنی ہیں یسوع جمع کرنے والا" یوز" سے مراد "یسوع" ہے جبکہ آصف عبرانی میں جمع کرنے والے کو کہتے ہیں چونکہ حضرت مسیح علیہ السلام کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے یہ حکم ملا تھا کہ "اسرائیل کے کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا" لہذا انہی پیشگوئیوں کے مطابق آپ نے یہ نام تجویز کیا معلوم ہوتا ہے۔ جو سچی امر درست ہے اور اس سے آپ کے مشن کی طرف بھی روشنی ملتی ہے۔ آپ اپنی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی تلاش میں ایران سے افغانستان اور پھر وہاں سے کشمیر آئے اور معنوی نام یوز آصف ہی استعمال کرتے رہے تاریخی شواہد جن سے واضح ہوتا ہے کہ حضرت یوز آصف ہی حضرت عیسیٰ ہیں جو کشمیر میں تشریف لائے تھے

(باقی آئندہ)

درخواست دعا

مکرم حمید الدین صاحب ... مکرم ... منتظم ... صاحب ... کے ... والد صاحب ... وفات ... انا للہ و انا الیہ راجعون ... کے لئے قارئین سے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

حرمت سود کے بارہ میں حکم و عدل علیہ السلام کے ارشادات

مرتبہ:- مکرم مولوی عبدالرشید صاحب غلیاوا انچارج احمدیہ مسلم مشن جمولی

اسلام نے سود کی ممانعت اور تجارت کے جواز کا ذکر بیان کیا ہے کہ اَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا یعنی اللہ تعالیٰ نے تجارت کو جائز قرار دیا ہے اور سود کو حرام قرار دیا ہے۔ یہاں پر سود کے لئے الربٰو کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جس کے بارے میں سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ فرماتے ہیں:-

"یہ امر یاد رکھنا چاہئے کہ اس جگہ ربٰو کے لفظ میں ہر قسم کا سود شامل ہے اس میں بنکوں کی کوئی تخصیص نہیں کی گئی۔ بلکہ خواہ بنک سے سود لیا جائے یا ڈاکخانہ سے یا کوآپریٹو سوسائٹیز سے یا کسی فرد سے ہر صورت میں وہ ناجائز اور حرام ہے"

تفسیر آیت ۲۷۶ سورۃ البقرۃ

نیز پھر آپ فرماتے ہیں:-

در اصل اگر غور سے کام لیا جائے تو سود دو قسم کا ہوتا ہے:-

(الف) ایک وہ جو مالدار آدمی اپنا مال بڑھانے کے لئے دوسرے مالداروں سے رقم لیکر ان کو ادا کرتا ہے جیسے تاجر پیشہ لوگوں یا بنکوں کا دستور ہے (ب) - اور ایک سود وہ ہے جو غریب آدمی اپنی ضروریات پورا کرنے کے لئے کسی صاحب استطاعت سے قرض لیکر اُسے ادا کرتا ہے

اسلام نے ان دونوں سودوں سے منع کیا ہے۔ اس سود سے بھی روکا ہے جو تجارت یا جائداد کو فروغ دینے کے لئے مالداروں سے روپیہ لے کر انہیں ادا کیا جاتا ہے اور اس سود سے بھی منع کیا ہے جو غریب آدمی اپنی غربت سے تنگ آ کر کسی صاحب استطاعت سے قرض لینے کے بعد اسے ادا کرتا ہے اور نہ صرف ایسے سود دینے سے روکا ہے بلکہ لینے سے بھی منع کیا ہے بلکہ گواہی دینے والوں اور معاہدہ لکھنے والوں کو بھی مجرم قرار دیا ہے

(تفسیر زیر آیت نمبر ۲۷۶)

اس مختصر تمہید کے بعد سوال و جواب کے طور پر حرمت سود کے بارہ میں حکم و عدل سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند ارشادات ہدیہ قارئین ہیں:-

سوال نمبر ۱ سود کی تعریف کیا ہے

(ج) - فرمایا کہ شریعت میں سود کی یہ تعریف ہے کہ ایک شخص اپنے فائدے کے لئے دوسرے کو روپیہ قرض دیتا ہے اور فائدہ مقرر کر دیتا ہے۔ یہ تعریف جہاں صادق آئیگی وہ سود کہلاویگا۔ لیکن جس نے روپیہ لیا ہے اگر وہ وعدہ وعید تو کچھ نہیں کرتا اور اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے تو وہ سود سے باہر ہے۔ چنانچہ انبیاء ہمیشہ شرائط کی رعایت رکھتے آئے ہیں اگر بادشاہ کچھ روپیہ لیتا ہے اور وہ اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے اور دینے والا اس نیت سے نہیں دیتا کہ سود ہے تو وہ بھی سود میں داخل نہیں ہے۔ وہ بادشاہ کی طرف سے احسان ہے۔ پیغمبر خدا نے کسی سے ایسا قرضہ نہیں لیا کہ ادائیگی کے وقت اُسے کچھ نہ کچھ ضرور زیادہ (نہ) دیا ہو یہ خیال رہنا چاہئے کہ اپنی خواہش نہ ہو۔ خواہش کے برخلاف جو زیادہ ملتا ہے وہ سود میں شامل نہیں ہے"

(البدر جلد ۲ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۷۵)

(س) نمبر ۲:- سیونگ بنک کا سود اور تجارتی کارخانوں کا سود جائز ہے یا نہیں؟

(ج) - ایک شخص نے ایک لمبا خط لکھا کہ سیونگ بنک کا سود اور دیگر تجارتی کارخانوں کا سود جائز ہے یا نہیں کیونکہ اس کے ناجائز ہونے سے اسلام کے لوگوں کو تجارتی معاملات میں بڑا نقصان ہو رہا ہے۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ یہ ایک اجتہادی مسئلہ ہے اور جب تک کہ اس سارے پہلوؤں پر غور نہ کیا جائے اور ہر قسم کے ہرج اور فوائد جو اس سے حاصل ہوتے ہیں وہ ہمارے سامنے پیش نہ کئے جاویں ہم اس کے متعلق اپنی رائے دینے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ یہ جائز ہے

اللہ تعالیٰ نے ہزاروں طریق روپیہ کمانے کے پیدا کئے ہیں۔ مسلمان کو چاہئے کہ ان کو اختیار کرے اور اس سے پرہیز رکھے ایمان صراط مستقیم سے وابستہ ہے اور اللہ تعالیٰ کے احکام کو اس طرح ٹال دینا گناہ ہے مثلاً اگر دنیا میں سؤر کی تجارت ہی سب سے زیادہ نفع مند ہو جاوے تو کیا مسلمان اس کی تجارت شروع کر دیں گے ہاں اگر ہم یہ دیکھیں کہ اس کو چھوڑنا اسلام کے لئے ہلاکت کا موجب ہے تب ہم فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ کے نیچے لا کر اس کو جائز کہہ دیں گے مگر یہ کوئی ایسا امر نہیں اور یہ ایک خانگی امر اور خود غرضی کا مسئلہ ہے۔ ہم فی الحال بڑے بڑے عظیم الشان امور دینی کی طرف متوجہ ہیں جن میں لوگوں کے ایمان کا فکر پڑا ہوا ہے ایسے ادنیٰ امور کی طرف ہم توجہ نہیں کر سکتے۔ اگر ہم عظیم الشان دینی مہمات کو چھوڑ کر اپنے ادنیٰ کاموں میں لگ جاویں تو ہماری مثال اس بادشاہ کی ہوگی جو ایک مقام پر محل بنانا چاہتا ہے مگر اس جگہ بڑے شیر اور درندے اور سانپ ہیں اور نیز مکھیاں اور چیونٹیاں بھی - پس اگر وہ پہلے درندوں اور سانپوں کی طرف توجہ نہ کرے اور ان کو ہلاک نہ کرے بلکہ سب سے پہلے مکھیوں کے فنا کرنے میں مصروف ہو تو اس کا کیا حال ہوگا

(الحکم جلد ۶ نمبر ۱۰ مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۲ء صفحہ ۱۰)

(س) نمبر ۳:- ضرورت پر سودی روپیہ لے کر تجارت وغیرہ کرنے کا کیا حکم ہے؟

(ج) فرمایا حرام ہے ہاں اگر کسی دوست اور تعارف کی جگہ سے روپیہ لیا جاوے اور کوئی وعدہ اسکو زیادہ دینے کا نہ ہو نہ اسکے دل میں زیادہ لینے کا خیال ہو پھر اگر مقروض اصل سے کچھ زیادہ دیدے تو وہ سود نہیں ہوتا بلکہ یہ تو هَلْ جَزَآءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ہے

(س):- اگر ضرورت سخت ہو اور سوائے سود کے کام نہ چل سکے تو پھر؟

(ج) - اس پر حضرت اقدسؑ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ نے اس کی حرمت مومنوں کے واسطے مقرر کی ہے اور مومن وہ ہوتا ہے جو ایمان پر قائم ہو۔ اللہ تعالیٰ اس کا متولی اور متکفل ہوتا ہے اسلام میں کروڑہا ایسے آدمی گزرے ہیں جنہوں نے نہ سود لیا نہ دیا آخر ان کے حوائج بھی پورے ہوتے رہے کہ نہ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ سود لینے دینے والا جو ایسا کرتا ہے وہ گویا خدا کے ساتھ لڑائی کی تیاری کرتا ہے ایمان ہو تو اس کا صلہ خدا بخشتا ہے۔ ایمان بڑی بابرکت شئے ہے

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔ اگر اُسے خیال ہو کہ پھر کیا کرے تو خدا کا حکم بھی بیکار ہے اس کی قدرت بہت بڑی ہے سود تو کوئی شئے ہی نہیں ہے اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا کہ زمین کا پانی نہ پیا کرو تو وہ ضرور بارش کا پانی آسمان سے دیا کرتا اسی طرح ضرورت پر وہ خود ایسی راہ نکال ہی دیتا ہے کہ جس سے اس کی نافرمانی بھی نہ ہو جب تک ایمان میں میل کچیل ہوتا ہے تب تک یہ ضعف اور کمزوری ہے کوئی گناہ چھوٹ نہیں سکتا۔ جب تک خدا نہ چھوڑائے مطلب انسان تو ہر ایک گناہ پر یہ عذر پیش کر سکتا ہے کہ ہم چھوڑ نہیں سکتے اگر چھوڑیں تو گزارہ نہیں چلتا دوکاندار دوا اور عطار دوں کو دیکھا جاوے کہ پرانا مال سالہا سال تک بیچتے ہیں دھوکا دیتے ہیں۔ ملازم پیشہ لوگ رشوت خوریاں کرتے ہیں اور سب یہ عذر کرتے ہیں کہ گزارہ نہیں چلتا ان سب کو اگر اکٹھا کر کے نتیجہ نکالا جاوے تو پھر یہ نکلتا ہے کہ خدا کی کتاب پر عمل ہی نہ کرو کیونکہ گزارہ ہی نہیں چلتا حالانکہ مومن کے لئے خدا خود سہولت کر دیتا ہے یہ تمام راست بازوں کا مجرب علاج ہے کہ مصیبت اور ضرورت میں خدا خود راہ نکال دیتا ہے۔

لوگ خدا کی قدر نہیں کرتے جیسے بھروسہ انسان کو حرام کے دروازے پر ہے ویسا خدا پر نہیں ہے خدا پر ایمان یہ ایک ایسا نسخہ ہے کہ اگر قدر ہو تو جیسے کہ جیسے اور جیسے نسخے مخفی رکھا جاتا ہے ویسے ہی اسے بھی مخفی رکھا جاتا ہے

البدر جلد ۲ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۷۵

(س) ۳ — سودی روپیہ لینا اور دینا کیا ہے؟

(ج) — فرمایا — "ہمارے نزدیک سودی روپیہ لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ مومن وہ ہوتے ہیں جو اپنے ایمان پر قائم ہوں اللہ تعالیٰ ان کا متولی اور متکفل ہوجاتا ہے اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے ..... عذر نہ کرو کہ ہم معصیت میں مبتلا ہیں یہ سفلی عذر ہے جو شیطان سے آتا ہے ورنہ خدا تعالیٰ کے فضل پر بھروسہ کرے تو سب کچھ ہوتا ہے ...... حقیقی مومن کو خدا تعالیٰ ایسی مشکلات میں نہیں ڈالتا جو پڑتا ہے وہ اپنی کمزوری کی وجہ سے پڑتا ہے

(الحکم جلد ۷ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۵-۶)

س ۴ — بعض لوگ کہتے ہیں کہ اسلام میں تو اس طرح کا سود لینے کی ممانعت ہے جو اضعافاً مضاعفۃ ہو معمولی سود کی ممانعت نہیں ہے؟

ج — فرمایا کہ یہ بات غلط ہے کہ سود در سود کی ممانعت کی گئی ہے اور سود جائز رکھا ہے شریعت کا ہرگز یہ منشا نہیں ہے یہ فقرے اسی قسم کے ہوتے ہیں جیسے کہا جاتا ہے کہ گناہ مت کرتے جاؤ۔ اس سے یہ مطلب نہیں ہوتا کہ گناہ ضرور کرو۔ اس قسم کا روپیہ جو کہ گورنمنٹ سے ملتا ہے وہ اسی حالت میں سود ہوگا جب کہ لینے والا اسی خواہش سے روپیہ دیتا ہے کہ مجھ کو سود ملے ورنہ گورنمنٹ جو اپنی طرف سے احسانًا دیوے وہ سود میں داخل نہیں ہے۔

(البدر جلد ۲ نمبر ۱۱ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۸۵)

س ۵ — انشورنس اور بیمہ کے بارہ میں کیا ارشاد ہے؟

ج — فرمایا کہ سود اور قمار بازی کو الگ کرکے دوسرے اقراروں اور ذمہ داریوں کو شریعت نے صحیح قرار دیا ہے قمار بازی میں ذمہ داری نہیں ہوتی دنیا کے کاروبار میں ذمہ داری کی ضرورت ہے۔ پھر دوسرے (؟) تمام سوالوں میں اس امر کا خیال بھی رکھنا چاہئے کہ قرآن شریف میں حکم ہے کہ بہت کھود کرید نکال نکال کر مسائل نہ پوچھنے چاہئیں۔ مثلاً اب کوئی دعوت کھانے جاوے تو اب یہ خیال میں لگ جاوے کہ کسی وقت حرام کا پیسہ ان کے گھر آیا ہوگا پھر اس طرح تو آخر کار دعوتوں کا کھانا ہی بند ہو جاوے گا۔ خدا کا نام ستار بھی ہے ورنہ دنیا میں عام طور پر راستباز کم ہوتے ہیں مستور الحال بہت ہوتے ہیں یہ بھی قرآن کریم میں لکھا ہے۔

وَلَا تَجَسَّسُوا یعنی تجسس مت کیا کرو ورنہ اس طرح مشقت میں پڑو گے۔

البدر جلد ۲ نمبر ۱۰ مورخہ ۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء صفحہ ۷۶

س ۶ — بعض مجبوریاں لاحق حال ہو جاتی ہیں جن کی وجہ سے سود لینا یا دینا پڑتا ہے؟

ج — فرمایا: اس کا فتویٰ ہم نہیں دے سکتے۔ یہ بہر حال ناجائز ہے۔ ایک طرح کا سود اسلام میں جائز ہے یہ کہ قرض دینے والے کوئی شرط وغیرہ کسی قسم کی نہ ہو اور مقروض جب قرضہ ادا کرے تو مروت کے طور پر اپنی طرف سے کچھ زیادہ دے دیوے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔ اگر دس روپیہ قرض لئے تو ادائیگی کے وقت ایک سو تک دے دیا کرتے۔ سود حرام وہی ہے جس میں عہد معاہدہ اور شرائط اول ہی کر لی جاویں۔

البدر جلد ۲ نمبر ۳۱ مورخہ ۲۴ اگست ۱۹۰۳ء صفحہ ۸

س ۷ — سود کے روپیہ کے مصارف کیا ہیں

ج — ہمارا مذہب یہ ہے کہ سود کا روپیہ بالکل حرام ہے۔ کہ کوئی شخص اسے اپنے نفس پر خرچ کرے اور کسی قسم کی ہو ذاتی مصارف میں خرچ کرے یا اپنے بال بچے کو دے یا کسی فقیر مسکین کو دے یا کسی ہمسایہ کو دے۔ یا مسافر کو دے۔ سب حرام ہے۔ سود کے روپیہ کا لینا اور خرچ کرنا گناہ ہے۔

(بدر جلد ۶ نمبر ۴۲ مورخہ ۱۷ اکتوبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۴)

س ۸ — بنک کے سود کے متعلق کیا حکم ہے؟

ج — ہمارا یہی مذہب ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہی ہمارے دل میں ڈالا ہے کہ ایسا روپیہ اشاعت دین کے کام میں خرچ کیا جاوے۔ یہ بالکل سچ ہے کہ سود حرام ہے لیکن اپنے نفس کے واسطے۔ اللہ تعالیٰ کے قبضہ میں جو چیز جاتی ہے وہ حرام نہیں رہ سکتی کیونکہ حرمت اشیاء کی انسان کے لئے ہے نہ اللہ تعالیٰ کے واسطے۔ پس سود اپنے نفس کے لئے بیوی بچوں احباب رشتہ داروں اور ہمسایوں کے لئے بالکل حرام ہے۔ لیکن اگر یہ روپیہ خالصۃً اشاعت دین کے لئے خرچ ہو تو حرج نہیں ہے خصوصاً ایسی حالت میں کہ اسلام بہت کمزور ہو گیا ہے اور پھر اس پر دوسری مصیبت یہ ہے کہ لوگ زکوٰۃ بھی نہیں دیتے۔

میں دیکھتا ہوں کہ اس وقت دو مصیبتیں واقع ہو رہی ہیں اور دو حرمتیں روا رکھی گئی ہیں۔ اول یہ کہ زکوٰۃ جس کے دینے کا حکم تھا وہ دیتے نہیں اور سود جس کے لینے سے منع کیا تھا وہ لیتے ہیں۔ یعنی جو خدا تعالیٰ کا حق تھا وہ تو دیا نہیں اور جو اپنا حق نہ تھا اسے لے لیا۔ جب ایسی حالت ہو رہی ہے اور اسلام خطرناک ضعف میں مبتلا ہے تو میں یہی فتویٰ دیتا ہوں کہ ایسے سودوں کی رقمیں جو بنک سے ملتا ہے یک مشت اشاعت دین میں خرچ کرنی چاہئیں۔ میں نے جو فتویٰ دیا ہے وہ عام ہے ورنہ سود کا لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ مگر اس ضعف اسلام کے زمانہ میں جب کہ مالی ترقی کے ذریعے پیدا نہیں ہوئے اور مسلمان توجہ نہیں کرتے ایسا روپیہ اسلام کے کام میں لگانا حرام نہیں ہے۔ قرآن شریف کے مفہوم کے موافق جو حرمت ہے وہ یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کے لئے اگر خرچ ہو تو حرام ہے یہ بھی یاد رکھو جیسے سود اپنے لئے درست نہیں کسی اور کو اس کا دینا بھی درست نہیں ہے۔ ہاں خدا تعالیٰ کے قبضہ میں ایسے مال کا دینا درست ہے اور اس کا یہی طریق ہے کہ وہ صرف اشاعت اسلام میں خرچ ہو۔ اس کی ایسی مثال ہے جیسے جہاد ہو رہا ہو اور گولی بارود کسی فاسق فاجر کے ہاں ہو اس وقت محض اس خیال سے رک جانا کہ یہ گولی بارود حرام ہے ٹھیک نہیں بلکہ مناسب یہی ہوگا کہ اس کو خرچ کیا جاوے اس وقت تلوار کا جہاد تو باقی نہیں رہا اور خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں ایسی گورنمنٹ دی ہے جس نے ہر ایک مذہبی آزادی عطا کی ہے۔ اب قلم کا جہاد باقی ہے اس لئے اشاعت دین میں ایسا روپیہ ہم خرچ کر سکتے ہیں

(الحکم جلد ۹ نمبر ۲ مورخہ ۲۴ ستمبر ۱۹۰۵ء صفحہ ۹)

س ۹ — جب بنک کے سود کے متعلق اسلام کی حالت کو مد نظر رکھتے ہوئے اجازت دی گئی تو ذاتی، قومی، ملکی، تجارتی وغیرہ اضطرارات جو پیدا ہو کر سود کا لین دین جاری ہو سکتا ہے یا نہیں؟

ج — فرمایا: — اس طرح سے لوگ حرام خوری کا دروازہ کھولنا چاہتے ہیں کہ جو جی چاہے کرتے پھریں ہم نے یہ نہیں کہا کہ بنک کا سود بہ سبب اضطرار کے کسی انسان کو لینا اور کھانا جائز ہے بلکہ اشاعت اسلام میں اور دینی ضروریات میں اس کا خرچ جائز بتایا گیا ہے وہ بھی اس وقت تک کہ امداد دین کے واسطے روپیہ مل نہیں سکتا۔ اور دین غریب ہو رہا ہے کیونکہ کوئی شئے خدا کے واسطے تو حرام نہیں۔ باقی رہی اپنی ذاتی تنگ دستی اور قومی اور تجارتی ضروریات سو ان کے واسطے اور ایسی باتوں کے واسطے سود بالکل حرام ہے۔ وہ جواز جو ہم نے بتلایا ہے وہ اس قسم کا ہے کہ مثلاً کسی جاندار کو آگ میں جلانا شرعاً منع ہے۔ لیکن ایک مسلمان کے واسطے جائز ہے کہ اس زمانہ میں اگر کہیں جنگ پیش آوے۔ تو توپ بندوق کا استعمال کرے۔ کیونکہ دشمن بھی اس کا استعمال کر رہا ہے

(بدر جلد ۷ نمبر ۵ مورخہ ۶ فروری ۱۹۰۸ء صفحہ ۶)

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد درج کیا جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں

"ہمارے نزدیک سودی روپیہ لینا اور دینا دونوں حرام ہیں مومن وہ ہوتے ہیں جو اپنے ایمان پر قائم ہوں۔ اللہ تعالیٰ ان کا خود متولی اور متکفل ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر بات پر قادر ہے اس قدر مومن دنیا میں گزرے ہیں وہ کبھی ایسی مشکلات میں مبتلا نہیں ہوئے بلکہ یرزقہ من حیث لا یحتسب۔ اللہ تعالیٰ ہر مشکل سے ان کو نجات دیتا ہے"

(فتاویٰ حضرت مسیح موعودؑ صفحہ ۱۹۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کے احکامات کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق دے۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے ارشادات پر عمل پیرا ہونے کی سعادت بخشے۔ آمین!

اعلان دعا

محترمہ عائشہ بیگم صاحبہ آف پدگام مخلص احمدی خاتون ہیں۔ جنہوں نے امسال حج بیت اللہ کی توفیق پائی ہے حضور اپنی عبادات حج قبول ہونے اور اپنی کامل شفایابی نیز بچوں کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتی ہیں۔

(ادارہ)

لوکل انجمن احمدیہ کے زیر اہتمام

قادیان میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بابرکت انعقاد

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلوؤں پر علمائے سلسلہ کی پُر اثر تقاریر

(رپورٹ مرتبہ قریشی محمد فضل اللہ)

قادیان ۵ر نبوت (نومبر) آقائے نامدار خیر الاولین والآخرین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت باسعادت (۱۲ر ربیع الاول) کی مناسبت میں آج صبح ۸-۲۵ بجے زیر صدارت محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی مسجد اقصیٰ میں جلسہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پرکیف روحانی ماحول میں انعقاد ہوا۔ کثیر تعداد میں احباب جماعت کی شمولیت کے ساتھ ساتھ بارعایت پردہ مستورات نے بھی شرکت کی۔

تلاوت قرآن مجید مکرم قاری نواب احمد صاحب نے کی بعدہ نعتیہ کلام مکرم مولوی جاوید اقبال صاحب اختر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم کلام (وہ پیشوا ہمارا) خوش الحانی سے پیش کر کے حاضرین کو محظوظ کیا۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر محترم مولوی محمد انعام صاحب غوری صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ قادیان نے بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی قبل از نبوت" بیان کی۔

مولوی صاحب موصوف نے سورۃ نور کی آیت کریمہ اللہ نور السموات والارض۔ مثل نورہ کمشکوۃ فیھا مصباح کی روشنی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاکیزہ اور نورانی وجود کی سیرت طیبہ کے بعض پہلو بیان کئے اور آپؐ کی امانت وصداقت شعاری ظاہری و باطنی صفائی۔ شرم وحیا۔ صبر وتحمل اور عبادت الٰہی کے درخشندہ پہلوؤں پر واقعاتی رنگ میں روشنی ڈالی۔

دوسری تقریر مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی ایڈیشنل ناظر دعوۃ وتبلیغ نے "مکی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اسوہ حسنہ" کے عنوان پر بیان فرمائی۔ محترم موصوف نے نہایت دلکش انداز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صبر و اخلاق فاضلہ کا ذکر فرمایا۔ نیز مختلف واقعات کی روشنی میں آپؐ کی مظلومیت اور بارگاہ ایزدی سے استغاثہ اور دشمنوں سے عفو و ہمدردی بیان کرتے ہوئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خدا تعالیٰ کی کھلی کھلی تائید و نصرت کو واقعات کے ضمن میں بیان فرمایا۔

بعد ازاں عزیزم مکرم مولوی سید علیم الدین صاحب نے حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ رضی اللہ عنہا کا منظوم کلام
السلام اے بادیٔ راہ ہدیٰ جان جہاں
در مدح سرکار دو عالم ؐ
خوش الحانی سے پڑھا۔ اس اجلاس کی تیسری تقریر مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل نائب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے بعنوان "مدنی زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ" پر کی

آپ نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدنی زندگی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور نے تمام فتنے ختم کر کے اسلامی جمہوریت کی بنیاد ڈالی جس میں غیر مذاہب کے پیرو یہودیوں کو بھی پوری پوری مذہبی آزادی حاصل رہی اور ان کے فیصلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ تورات کے مطابق ہوتے رہے۔ اور مظلوم مسلمانوں کو اسلامی اصولوں کے مطابق دفاعی جنگ کرنے کی اجازت ملی نیز آپ نے اپنی تقریر میں جنگ بدر۔ احد۔ احزاب۔ حدیبیہ اور فتح مکہ کا بھی اختصار سے ذکر کیا۔ اور جنگ کرنے کا سبب بھی بتایا نیز جنگوں میں صحابہ کی اطاعت اور وفاداری اور جانوں کی قربانی پیش کرنے اور دشمنوں کے ساتھ آپ کے کریمانہ سلوک کہ جب فتح مکہ ہوا تو ان کو معاف کر دیا گیا اور کوئی سرزنش نہ کی جس پر لوگ فوج در فوج اسلام میں داخل ہوئے۔ آپ کے بعد محترم مولانا حکیم نور دین صاحب ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ قادیان نے بعنوان "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام خاتم النبیین اور آپ کی قوت قدسیہ" تقریر کی۔

آپ نے آیت ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین۔ کی تشریح کرتے ہوئے بتایا کہ یہ آیت کفار مکہ کے اس اعتراض کے جواب میں نازل ہوئی جس میں وہ آنحضورؐ کو ابتر کہتے تھے جیسا کہ سورۃ کوثر اس کی تائید کرتی ہے فرمایا اس آیت کے پہلے حصہ میں ابوت جسمانی کی نفی کی گئی ہے اور لکن کے بعد والے فقرہ سے واضح ہوتا ہے کہ ابوت روحانی آپ کو بدرجہ اتم حاصل ہے اور انہی معنوں میں آپ خاتم ہیں۔ جیسا کہ دشمنان اسلام کی اولادان سے کٹ کر آپ کی روحانی اولاد میں شامل ہوتی گئی اور آپ کی روحانی نسل بڑھتی گئی جو کبھی ختم نہ ہوگی۔ اور اس زمانہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام آپ کی روحانی اولاد روحانی فرزند جلیل کی حیثیت سے مبعوث ہوئے آپ کو عطا ہونے والی کتاب قرآن کریم خاتم الکتب ہے کیونکہ یہ ہر لحاظ سے کامل اور قیامت تک کے مسائل کا حل اپنے اندر رکھتی ہے۔ نیز پہلی تمام قائم رہنے والی صداقتوں کا مجموعہ ہے فیھا کتب قیمۃ اسی طرح پہلے رسولوں کے تمام کمالات متفرقہ آپؐ میں موجود ہیں اور آپؐ کی پیروی کے بغیر کوئی بھی روحانی کمال حاصل نہیں ہو سکتا پہلے رسولوں کی اتباع میں صرف صدیقیت تک کا مقام حاصل ہوتا رہا مگر آپ کی اطاعت میں خدا تعالیٰ نبوت کا مقام بھی عطا فرما دیتا ہے یہی آپ کی فضیلت ہے۔

محترم مولانا صاحب نے قرآن مجید کی دیگر آیات سے بھی آپؐ کے مقام کی تشریح کی نیز احادیث نبویہ۔ ائمہ سلف کے مسلک اور محاورہ کلام سے بھی اس آیت کی تشریح بیان کر کے حضورؐ کے مقام خاتم النبیین کو بیان فرمایا اور پھر آپ کی قوت قدسیہ پر بھی دلکش انداز میں روشنی ڈالی ہر مقرر کی تقریر ۲۰ منٹ کی تھی

آخر میں صدارتی خطاب میں محترم صدر جلسہ نے فرمایا کہ آج کا دن حضورؐ کی پیدائش کا دن ہے اور جماعت احمدیہ دیگر مسلمانوں کی طرح جلوسے اور دیگیں پکا کر صرف ظاہری خوشی پر ہی اکتفا نہیں کرتی بلکہ خدا تعالیٰ کے احسان کو جو آنحضرت صلعم کی بعثت کی شکل میں نازل ہوا جذبات تشکر اور آپؐ کی محبت میں سرشار ہو کر دل کی گہرائیوں سے درود بھیج کر مناتی ہے ان ملوث جو وقت ایسی مجلس میں گزرے بڑا قیمتی وقت ہے اور یہ لمحات بیش قیمت ہیں۔ پھر آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا آنحضرت صلعم سے عشق کے متعلق واقعہ بیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ اس طریق سے حضورؐ کی یاد میں وقت گذارنا اور آپ سے محبت کا تعلق قائم کرنا ہی زندگی کا مقصد ہے۔ ہمیں آپ سے محبت اور آپ کی اتباع میں ہی خدا کی محبت ملتی ہے اور ہماری زندگیوں میں جس قدر بھی خدا کا پیار حاصل ہوا ہے وہ آپ کے ذریعہ سے ہی ہوا ہے۔ پس ہمیں چاہیئے کہ آپ کی کامل اتباع کریں اور آپؐ کی محبت میں سرشار ہو کر دل کی گہرائیوں سے آپ پر درود بھیجیں اور اپنے وجودوں کو آپ کے وجود سے لگا کر آپؐ کی شفاعت حاصل کرنے والے بن جائیں۔ آمین۔

آخر میں دعا کے ساتھ ۱۱ بجے اجلاس کی کارروائی بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوئی ہے

اسلام اور سکھ دھرم

از محترم گیانی عباد اللہ صاحب۔ امریکہ

ہم تقریباً عرصہ نصف صدی سے گورنمنٹ صاحب اور سکھ تاریخ کے مطالعہ میں مصروف ہیں۔ ہمارے نزدیک سکھ اور مسلمان متعدد باتوں میں ایک دوسرے کے بہت قریب ہیں اور اس قرابت کا اظہار وقتاً فوقتاً خود سکھ ودوان بھی کرتے چلے آرہے ہیں اور اسی قرابت کے نتیجہ میں سکھ گورو صاحبان اور متعدد مسلمان بزرگوں میں دوستانہ تعلقات رہے ہیں سکھ مذہب کے مقدس مرکزی مقام ہری دربار صاحب امرتسر میں لگائے گئے ہری مندر کی بنیادی اینٹ سکھ عقیدہ کے مطابق گورو ارجن جی مہاراج نے حضرت میاں میر جی کے ہاتھوں سے رکھوائی۔ کون کہہ سکتا ہے کہ ہری مندر صاحب ایک اینٹی اسلام کا مرکز قائم کیا جا رہا تھا۔ اگر ایسی صورت ہوتی تو کیا حضرت میاں میر جیسا مسلمان بزرگ اس کی بنیاد خود اپنے ہاتھ سے رکھ سکتا تھا۔ ہرگز نہیں۔ ہرگز نہیں۔ نیز گورو ارجن جی مہاراج کے نزدیک اگر سب مسلمان ملیچھ (ناپاک) اور بُرے تھے تو وہ حضرت میاں میر کے ہاتھوں سکھ دھرم کے مقدس مرکزی مقام ہری مندر کی بنیاد رکھوا سکتے تھے۔ کبھی نہیں۔ کبھی نہیں؟

ہمیں افسوس ہے کہ سکھ ودوانوں کا ایک طبقہ گاہے گاہے ایسی باتوں کا اظہار کرتا رہتا ہے جو بہت دل خراش اور نفرت پھیلانے کا موجب بنتی ہیں اس کی تازہ مثال ایک سکھ ودوان پروفیسر پورن سنگھ جی کا وہ مضمون ہے جو کہ دہلی کے ایک مشہور و معروف رسالہ میں شائع ہوا ہے۔ اس میں پروفیسر صاحب نے اسلام کے ذکر میں ... لکھا ہے کہ:-

"قرآن اور ہتھیاروں نے اسلام کا ہلالی جھنڈا دنیا کے بہت سے ممالک میں لہرا دیا ......

اسلام کی ہٹ دھرمی اور بے انصافی کو روکنے کے لیئے پنجاب میں سکھ تحریک کا آغاز تھا جس نے اپنے عالمگیر قوانین کے ذریعہ اسلام کے یکطرفہ باقی اصولوں سے

پوری ٹکر لی۔ سکھ اصول انسانیت کی قدر اور سربت کے بھلے کے اصول ہیں" (سائنس گنج دہلی جنوری ۱۹۶۸ء)

پروفیسر پورن سنگھ جی کے مندرجہ بالا خیالات سے یہ واضح ہوتا ہے کہ سکھ دھرم نے اپنے عالمگیر اصولوں کے ذریعہ اسلام کے یکطرفہ باقی اصولوں سے ٹکر لی تھی۔ بہتر ہوتا کہ پروفیسر صاحب موصوف اس تعلق میں دو چار اسلام کے یکطرفہ باقی اصول اور سکھ دھرم کے عالمگیر اصول بھی پیش کر دیتے بغیر اس قسم کی مثال کے تو ان کا یہ خیال بے دلیل ہو جاتا ہے اور بے دلیل خیال کی تو حقیقت کے نزدیک کچھ بھی وقعت نہیں ہوتی۔ ہمیں تو معلوم ہوتا ہے کہ پروفیسر صاحب موصوف کا علم اس بارہ میں بالکل سطحی قسم کا ہے اس سلسلہ میں ہم یہ عرض کر دینا مناسب خیال کرتے ہیں کہ دہلی کے رسالہ سائنس گنج میں پرنسپل ناہر سنگھ جی کا ایک بہت ہی عمدہ مضمون حال ہی میں شائع ہوا ہے اس میں انہوں نے پیش آمدہ الفاظ میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ:-

"سکھوں اور مسلمانوں کے برادرانہ تعلقات شروع سے ہی چلے آرہے ہیں جو کہ سری گورو گوبند سنگھ جی کے زمانہ میں عروج تک پہنچ گئے تھے ...... ستگورو گوبند سنگھ جی نے اپنے عقیدتمند مسلمانوں اللہ مدد حسین کو کبھی بھی مسلمانوں کے خلاف کسی قسم کی تعلیم نہیں دی اس لیئے ہمیں وہ لٹریچر یا تاریخ نہیں پڑھنا چاہیئے جو بلاوجہ دلوں میں دوسروں کے لیئے نفرت پیدا کرتا ہو ستگورو جی مسلمانوں کے دشمن نہیں تھے"

(رسالہ سائنس گنج دہلی مئی ۱۹۶۸ء)

پرنسپل ناہر سنگھ جی نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ قابل تعریف ہیں جو دلوں کو جوڑنے والے ہیں ان سے سکھ مسلمانوں کے اور مسلمان سکھوں کے قریب ہو سکتے ہیں اور ان سے دلوں کی نفرت، بغض اور عناد بھی دور ہو سکتا ہے۔ اگر پرنسپل موصوف جیسا ہمارے پاس ہوتے تو ہم ان کے ہاتھ چوم لیتے کیونکہ ایسے خیالات کی ہی دنیا کو ضرورت ہے۔ اس میں سب کی بھلائی پنہاں ہے۔ ہم ایڈیٹر صاحب سائنس گنج کو اس کی اشاعت پر مبارکباد دیتے ہیں۔

پروفیسر پورن سنگھ جیسے ودوان تو سکھ دھرم کا اسلام سے پوری ٹکر لینا بیان کر رہے ہیں لیکن اس کے برعکس متعدد ایسے قابل احترام اور علم دوست سکھ صاحبان کی بھی کمی نہیں۔ جن کے نزدیک اسلام اور سکھ مذہب کی اصولی تعلیم ایک دوسرے کے بہت قریب ہے چنانچہ ہمارے مہربان دوست سکھ دھرم کے پروفیسر صاحب بھائی جودھ سنگھ جی سابق ... آئی۔ ڈی۔ ایس۔ اور سابق پرنسپل خالصہ کالج بمبئی (مرلوک درس) نے بیان کیا ہے کہ:-

"سکھ مت کا اسلام کا مخالف ہونا تو ایک طرف رہا وہ اسلام کے بیشتر ابتدائی اور بنیادی مسئلہ سے متفق ہے کہ انسانی دھرم کا خلاصہ اپنی ذاتی خواہشات کو خدا کی رضا کے ساتھ یکساں کرنا ہے۔ ... سکھوں کی مذہبی کتاب گورو گرنتھ صاحب کی ابتداء میں پہلے سے بیان کیا گیا ہے کہ دھرم اور مذہب کا بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ روح یعنی انسان کا حق یعنی خدا تعالیٰ سے وصال کیونکر ہو؟ کوڑ یعنی کس طرح ہوئے کیسے دور یعنی پال؟ تو اس کا جواب دیا ہے کہ حکم رضائی چلنا۔ نانک لکھیا نال یعنی ہر ایک حاضر ناظر الحق خدا کے ماتحت اپنی ذاتی خواہشات کو کرتا ہے جس خدا کی رضا کا ... دب گیا ہے ہر روح میں موجود ہے حکم رضائی چلنا کہ واضح لفظ میں اسلام قبول کرنا"

(سابق سکھی ایڈیشن دوم صفحہ ۴۳)

اس میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ حقیقت پر مبنی ہے۔ اس سے ہی اسلام اور سکھ دھرم کی قرابت ثابت ہوتی ہے کہ اسلام اور گورمت کی کوئی ٹکر نہیں ...

مشہور سکھ نیتا سردار ہرچند سنگھ جی لونگووال سابق پردھان شرومنی اکالی دل نے اس تعلق میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ سکھ دھرم کسی دوسرے مذہب کے خلاف پیدا نہیں ہوا اسلام کا تو پیا اسی مخالفت کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ملی جلتی کئی دیگر تقریر میں اسلامی تعلیمات سے ملتی ہیں اسلام کی طرح سکھ دھرم بھی اللہ کی توحید پر زور دیتا ہے یعنی بے شمار دیوی دیوتاؤں کی بجائے سکھ دھرم نے خدائے واحد کا پیغام ساری دنیا کو دیا ہے مگر بعض مؤرخین نے سکھ تحریک کی مغلیہ حکومت سے ٹکر کو دو مذاہب کی ٹکر بیان کر کے فرقہ وارانہ رنگ دے دیا ہے یہ بالکل غلط خیال ہے اگر سکھ مذہب یا سکھ تحریک اسلام کے خلاف ہوتی تو پھر گورو گوبند سنگھ جی کی فوج میں بہادر پٹھان کیوں بھرتی ہوتے؟ گورو گوبند سنگھ جی کی بہت سی جنگیں پہاڑی ہندو راجاؤں سے ہوئیں۔

بھنگانی کی جنگ میں مسلمان بدھو شاہ نے گورو گوبند سنگھ جی کا زبردست ساتھ دیا امرتسر میں ہری مندر صاحب کا سنگ بنیاد اس وقت کے مشہور بزرگ اور صوفی فقیر میاں میر جی نے رکھا تھا مسلمان رباب بھائی مردانہ گورو نانک دیو جی کا ... ساتھی رہا"

(رسالہ گورمت پرکاش امرتسر دسمبر ۱۹۶۷ء)

مشہور سکھ مفکر ڈاکٹر گنڈا سنگھ جی نے اس تعلق میں بیان کیا ہے کہ:-

"ہماری ایک مشکل یہ بھی ہے کہ سکھوں اور سکھ تاریخ کو عام لوگ مانتے ہی نہیں لیکن بعض سکھ مؤرخین نے بھی مغلیہ سلطنت کے زمانہ میں سکھ تاریخ کی تشریح میں قلم اٹھایا ہے وہ دل میں یہ یقین کر کے قلم چلاتے ہیں کہ سکھوں اور مسلمانوں کی دشمنی شروع سے ہی چلی آرہی ہے یہ ایک بہت بڑی بھول ہے اس سلسلہ میں یہ بیان کر دینا ضروری ہے کہ سیاست اور نظریات میں سکھوں اور مسلمانوں کے درمیان قدرے اختلاف اور مخالفت رہا ہے ...... لیکن یہ مخالفت کبھی بھی مذہبی یا دو ایک دوسرے وہ دونوں تھی"

(رسالہ گورمت پرکاش مئی ۱۹۶۹ء)

اکالی پتر کا جالندھر ۲۸ مارچ ۱۹۶۸ء

ایک اور سکھ ودوان سردار بلونت سنگھ جی بی۔ ایم ۱۰ اے کا یہ خیال ہے کہ:-

"متعدد مؤرخین یہ دھوکا کھا گئے ہیں اور انہوں نے دوسروں کو بھی دھوکا دینے کی کوشش کی ہے جس کی وجہ سے ہمیں ایسا نقصان اٹھانا پڑ رہا ہے۔ ... "واقف کاروں" نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی یا دوسرے سکھ گوروؤں نے مسلمان

اسلام اور سکھ دھرم

دھرم کے متعلق یعنی اسلام کو قبول نہ کرنے کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ یہ بالکل غلط خیال ہے۔

(سنگل جاگتی ص ۹۴)

بھارت کے مشہور صحافی سردار خشونت سنگھ نے اس تعلق میں اس حقیقت کا اظہار کیا ہے کہ:-

"سکھوں کے مذہب میں عام طور پر یہ سمجھا جاتا ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی کی [illegible] غلط خیال ان لوگوں نے پھیلایا [illegible] دشمن تھے۔ اور جن کو یہ غلط فہمی اس میں نظر آتی تھی کہ اس ملک کے باشندوں کو آپس میں لڑا دیا جائے۔ یہ خود غرض لوگ تھے وہ حکمران جو دو سو سال سے اس ملک کی دولت کو لوٹتے رہے کم تعداد میں ہوتے ہوئے بھی کروڑوں لوگوں پر حکومت کرتے رہے۔ انہوں کا پھیلایا ہوا یہ خیال تھا کہ خالصہ دھرم سکھ پنتھ۔ سکھ گورو صاحبان مسلمانوں کے دشمن تھے۔ مسلمانوں کے ظلم کو ختم کرنے کے لئے خالصہ پنتھ کا ظہور ہوا تھا اور گورو گوبند سنگھ جی نے اپنی تلوار اٹھا کر [illegible] کا نعرہ بلند کیا تھا......

اس خیال کا دوسرا نعرہ یہ ہے کہ مسلمان سکھوں کے بیری تھے اور سکھوں کو اپنا دشمن تصور کرتے تھے۔ میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ یہ خیال بھی غلط اور بے بنیاد ہے۔"

(ہفت روزہ [illegible] ۱۰ فروری ۱۹۸۱ء)

ایک سکھ ودوان نے بھارت میں اسلام کی ترقی کے متعلق یہ بیان کیا ہے:

"سکھ مذہب کے تعلقات کافی حد تک اسلام کے آدرشوں کے ساتھ ملتے ہیں۔ بھارت پر مسلمانوں کی حکومت نے ہندو دھرم کا اسلام سے تعلق پیدا کر دیا۔ اسلام کی سادگی کے اثر سے ہندوؤں میں کشمکش پیدا ہوئی"

(گورو نانک جیون۔ [illegible] ایڈیشن ۱۹۷۰ء)

آخر میں ہم یہ ضرور عرض کرنا چاہتے ہیں کہ اگر ہمارے کسی بھی بھائی کی طرف سے اسلام پر کوئی اعتراض کیا جائے تو ہم اس سے گھبراتے نہیں۔ جو شخص بھی چاہے جس قسم کا اعتراض اسلام پر کر سکتا ہے کرے۔ ہم صرف اس قدر حق چاہتے ہیں کہ ہمیں اس کے جواب دینے کا موقعہ دیا جائے اور ہمارا جواب انشاء اللہ اس کی پوری تسلی کرا دیگا۔

اعلان نکاح

[illegible] کا نکاح [illegible] بنت مکرم خواجہ غلام [illegible] صاحب [illegible] مکرم خواجہ عبد الغفار ڈار صاحب [illegible] ارشاد فرمایا۔ آپ نے اسلام میں نکاح کے [illegible] بیان کی۔ [illegible] اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔ [illegible] درخواست دعا ہے۔ عبد الحکیم [illegible]

افضل الذکر لا الٰہ الا اللہ

حدیث نبوی صلے اللہ علیہ وسلم

منجانب ماڈرن شو کمپنی ۶/۵/۳۱ لوئر چت پور روڈ۔ کلکتہ

MODERN SHOE CO

31/5/6 LOWER CHITPUR ROAD

PHONE 275475

RESI 278803

CALCUTTA 700073

الخیر کلہ فی القرآن

ہر قسم کی خیر و برکت قرآن مجید میں ہے

الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

THE JANTA

PHONE 279293

CARD BOARD BOX MFG CO

MANUFACTURERS OF ALL KINDS OF CARDBOARD CORRUGATED BOXES & DISTINCTIVE PRINTERS

15, PRINCEP STREET, CALCUTTA-700072

رائچوری الیکٹریکلس (الیکٹرک کنٹریکٹر)

RAICHURI ELECTRICALS.

(ELECTRIC CONTRACTOR)

TARUN BHARAT CO-OP HOUSE SOCT

PLOT NO. 6 GROUND FLOOR

OLD CHAKALA. OPP CIGARETTE HOUSE

ANDHERI (EAST)

PHONE OFFICE - 6348179

RESI - 629389

BOMBAY 400099

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھو الناصر

کراچی میں معیاری سونا کے زیورات بنوانے اور خریدنے کے لئے تشریف لائیں!

الرؤف جیولرز

۱۱- خورشید کلاتھ مارکیٹ۔ حیدری شمالی ناظم آباد۔ کراچی

(فون نمبر ۴۱۶۰۹۹)

بد اخلاقی سے بچنا بھی تقویٰ ہے

(ملفوظات جلد اول ص ۸۰)

آٹو ونگس

AUTOWINGS

BASANT HOME HIGH ROAD

MADRAS - 600004

PHONE 76360. 74350.

يَنْصُرُكَ رِجَالٌ نُّوْحِيْ اِلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ
[تیری مدد وہ لوگ کریں گے جنہیں ہم آسمان سے وحی کریں گے]
الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام

پیشکردہ: کرشن احمد، گوتم احمد اینڈ برادرس، سٹاکسٹ جیون ڈریسز۔ میونسپل میدان روڈ۔ بھدرک۔ ۷۵۶۱۰۰ (اڑیسہ)
پروپرائیٹر:۔ شیخ محمد یونس احمدی۔ فون نمبر:۔ 294

بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے!
(الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

SK. GULAM HADI & BROTHERS, READYMADEGARMENTS DEALERS
CHANDAN BAZAR BHADRAK, DISTT. BALASORE. (ORISSA)

ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے!
(کشتی نوح)

ROYAL AGENCY
PRINTERS. BOOKSELLERS EDUCATIONAL SUPPLIERS
CANNANORE - 670003 - PHONE NO-4498
HEAD OFFICE :- P.O PAYANGADI - 670303 (KERALA)
PHONE-NO-12

فتح اور کامیابی ہمارا مقدر ہے (ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ)

احمد الیکٹرانکس
کورٹ روڈ اسلام آباد (کشمیر)

گلک الیکٹرانکس
انڈسٹریز روڈ۔ اسلام آباد (کشمیر)

ایمپائر ریڈیو۔ ٹی۔ وی ٹی ۔ وی، اوشا پنکھوں اور سلائی مشین کی سیل اور سروس

قرآن شریف پر عمل ہی ترقی اور ہدایت کا موجب ہے (ملفوظات جلد ہشتم صفحہ ۱۲)

الائیڈ گلو پروڈکٹس
بہترین قسم کا گلو تیار کرنے والے
مکان نمبر ۲۲/۳/۲ عقب کاچی گوڑہ ریلوے سٹیشن حیدرآباد نمبر ۲۷ آندھرا پردیش
فون نمبر:۔ ۴۲۹۱۶

پندرھویں صدی ہجری غلبۂ اسلام کی صدی ہے
حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

پیشکش:۔
NAIRA Traders.
WHOLE SALE IN HAWAI.E. P.V.C. CHAPPLS
SHOE MARKET, NAYAPUL, HYDERABAD 500002
PHONE NO. 522860

جتنا تقویٰ کا معیار بڑھتا چلا جاتا ہے اتنا ہی انسان اپنے آپ کو خدا کی گود میں محسوس کرتا ہے
(ارشاد حضرت ...)

MIR ®
CALCUTTA — 15
پیش کرتے ہیں:۔
تمام قسم کے ... پیلو، پیپر شیٹ، ہوائی چپل، فینسی پلاسٹک اور ... کے جوتے!